تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

ڈاکٹر شہلا کاظمی

تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

ڈاکٹر شہلا کاظمی

قائداعظم اکادمی
۲۰۰۷

جملہ حقوق: بحق قائداعظم اکادمی محفوظ

نام کتاب: تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار

مصنفہ: ڈاکٹر شہلا کاظمی

کمپوزنگ: محمد جاوید

ناشر: قائداعظم اکادمی، ۲۹۷ ایم اے جناح روڈ، کراچی

طبع اوّل: ۱۴ اگست ۲۰۰۷ء

تعداد: ایک ہزار

طابع: احمد برادرز، 2-B/16 کمرشل ایریا، ناظم آباد نمبر۔۲ کراچی

قیمت: -/80 روپے

غیر ملکی قیمت: $3

آئی ایس بی این نمبر: 978-969-413-075-0

اس کتاب میں جن خیالات، نظریات، توضیحات و تشریحات سے کام لیا گیا ہے وہ خالصتاً مصنفہ کے انداز فکر اور تحقیق کا نتیجہ ہیں۔ قائداعظم اکادمی یا کوئی اور ادارہ اس کا ذمہ دار نہیں۔

فہرست

		صفحہ نمبر
	پیش لفظ	۵
۱۔	تاریخی پس منظر	۹
۲۔	خواتین کے عملی کردار کی وسعت اور نوعیت	۱۲
۳۔	تحریک پاکستان میں خواتین کا غیر رسمی کردار	۱۵
۴۔	تحریک خلافت اور خواتین	۱۸
۵۔	مسلم خواتین اور تحریک پاکستان	۲۰
۶۔	ویمن مسلم لیگ کا قیام	۲۳
۷۔	ویمن مسلم لیگ کی کارکردگی	۲۶
۸۔	ویمن مسلم لیگ اور قرارداد لاہور	۳۰
۹۔	تشکیل پاکستان اور ویمن مسلم لیگ	۳۳
۱۰۔	مسلم خواتین اور انتخابات ۱۹۴۵۔۱۹۴۶	۳۶
۱۱۔	ویمن مسلم لیگ اور مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی ۱۹۴۷ء	۴۰
۱۲	ہندو مسلم فسادات اور مسلم خواتین	۴۳
۱۳۔	تقسیم ہند اور مسلم خواتین	۴۶
۱۴۔	مسلم خواتین اور تعمیر پاکستان	۴۸
۱۵۔	خاتمہ سخن	۵۱
	کتابیات	۵۲

پیش لفظ

یہ امر میرے لئے باعثِ مسرت ہے کہ میری یہ مختصر کتاب "تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار" مکمل ہوگئی ہے۔ ہندوستان میں مسلمان خواتین نے پاکستان کے قیام میں جوگراں قدر خدمات انجام دیں وہ تاریخ کا ایک انمٹ باب ہیں۔ خواتین کی بھرپور شرکت نے یہ ثابت کردیا کہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لے سکتی ہیں۔ بلاشبہ یہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی متحرک اور طلسماتی قیادت کا کرشمہ تھا کہ ہندوستان میں مسلمان خواتین نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے ایسے جوہر دکھائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

مسلم لیگ کی تاریخی و سیاسی جدوجہد میں فہمیدہ، مخلص اور باصلاحیت مسلم لیگی خواتین کی ایک کہکشاں تھی جنہوں نے دامے درمے قدمے سخنے پاکستان کے قیام کے لئے اپنے دل و جان نچھاور کیئے۔ ان کا جوش، جذبہ، ولولہ اور ان کی جدوجہد دیدنی تھی۔ بیگم مولانا محمد علی جوہر، فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم اعزاز رسول، بیگم جہاں آراء شاہنواز، بیگم سلمٰی تصدق حسین، بیگم شائستہ اکرام اللہ، نورالصباح بیگم، بیگم صدیق علی خاں، لیڈی نصرت عبداللہ ہارون اور لیڈی ہدایت اللہ وہ قدآور ہستیاں تھیں۔ جن کی حیات و جاوداں اور تحریک پاکستان میں اُن کے سنہری کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

تحریک پاکستان جب اپنے شباب پر تھی تو ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان پر یہ نعرے تھے۔ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ کٹ کے رہے

گا ہندوستان۔ بٹ کے رہے گا ہندوستان۔ بن کے رہے گا پاکستان۔ لے کے رہیں گے پاکستان۔ یہ نعرے اگر مسلمان مردوں اور بچوں کے دلوں کی آواز تھے تو مسلمان خواتین اور نوعمر لڑکیاں بھی اس سے مستثنٰی نہیں تھیں۔ پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں مسلمان خواتین اپنے مردوں کے ہمرکاب تھیں۔ پاکستان کے قیام کے مقصد نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اتحاد و یگانگت کی ایک لڑی میں پُرو دیا تھا۔ مسلمان خواتین اپنے نصب العین اور مقصد کی لگن میں سچی اور بے لوث تھیں۔ ان سب کا خواب پاکستان کا قیام تھا۔

تحریک پاکستان میں بے شمار خواتین زخمی ہوئیں، جیلوں کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہماری تاریخ کے انمٹ نقوش سے اس بہادر نوجوان لڑکی کا نام کون مٹا سکتا ہے جس نے زخمی ہو کر بھی پنجاب سیکریٹریٹ لاہور کی عمارت پر مسلم لیگ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ پاکستان کی اس شیدائی نے ہندوستان کے مسلمانوں کی آرزوں اور تمناؤں کی تکمیل کر دی تھی۔ پشاور کی خواتین بھی پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں کسی سے پیچھے نہیں تھیں۔ اس شہر میں برقع پوش خواتین نے پاکستان کی حمایت میں جلوس نکالے۔

دہلی میں قائداعظم محمد علی جناح سے ایک شخص نے درخواست کی کہ اس کی بیٹی نے رومال پر پاکستان کا نقشہ کاڑھا ہے اور وہ اس رومال کو اپنے ہاتھ سے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہے۔ قائداعظم اس شخص کی درخواست پر اس کے گھر پہنچے۔ پردے کے پیچھے سے ایک ۱۳ سالہ لڑکی نے قائداعظم کو وہ رومال دیا۔ قائداعظم رومال پر پاکستان کا نقشہ دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ رومال تحریک پاکستان کو جلا بخشے گا۔ جب کانگریس نے ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول کے ذریعے قائداعظم سے یہ کہا کہ اگر وہ پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں

تو کانگریس انہیں بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لئے تیار ہے۔ قائداعظم نے اس کے جواب میں لارڈ ویول کو اس لڑکی کا وہی رومال دکھایا اور فرمایا کہ پاکستان کا مطالبہ صرف مسٹر جناح کا نہیں بلکہ یہ مطالبہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ہے۔ یہ مطالبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے خون میں اس طرح رچ بس گیا ہے ک اب مسلمان لڑکیاں رومال پر پاکستان کا نقشہ کاڑھ رہی ہیں۔ چنانچہ میں پاکستان کے مطالبے سے کیسے دستبردار ہوسکتا ہوں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پٹنہ کے سالانہ اجلاس کے بعد بڑی تعداد میں مسلمان خواتین کا سیاسی زندگی میں عمل دخل شروع ہوگیا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور (قرارداد پاکستان) کے موقع پر مسلمان خواتین نے قائداعظم پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مسلم لیگ کے نصب العین کی تکمیل کے لئے مکمل قربانی دینے کا حلف اُٹھایا تھا۔ مطالعے کے دوران مجھے بیگم گیتی آرا بشیر احمد کی ایک تحریر پڑھنے کا موقع ملا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ہم قائداعظم کو خواتین کے جلسوں میں مدعو کرتے جس میں ہزاروں خواتین شریک ہوتیں ۔ہم انہیں اپنے کام کی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے۔ انہوں نے ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہماری خدمات اور ہماری مخلصانہ کوششوں کو سراہا۔ انہوں نے ہمیشہ ہمارا پُر تپاک خیر مقدم کیا اور ہمیں آزادی کی جدوجہد کو حوصلے اور لگن کے ساتھ اس وقت تک جاری رکھنے کی ہدایت کی جب تک کہ ہمارا مقصد حاصل نہیں ہو جاتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی متعدد تقاریر میں خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی تلقین کی ہے اور اس امر کو واضح کیا ہے کہ کسی قوم کی ترقی اس بات میں مضمر ہے کہ اس کی خواتین بھی معاشرے میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔ مگر اس کے ساتھ ہی قائداعظم نے اس امر کی بھی صراحت کردی ہے کہ ان کا مطلب مغرب کی

اندھی تقلید نہیں ہے بلکہ ان کے خیال میں خواتین کی حیثیت کو اسلامی تصورات اور معیار کی روشنی میں بلند کرنا چاہیے۔

قائداعظم اکادمی کے چیئرمین ڈاکٹر زوّار حسین زیدی کی ہدایت پر اس موضوع پر میں نے اپنا قلم اٹھایا۔ مختلف جگہوں پر بکھرے ہوئے مواد کے عمیق مطالعے اور کافی غور و خوص کے بعد میں نے لائق توجہ نکات کو اپنی تحریر کے لئے منتخب کیا۔ میں نے کتاب کا ابتدائی مسودہ چیئرمین صاحب کو مطالعے کے لئے بھیجا تھا جس پر ان کے کچھ مشورے موصول ہوئے تھے میں نے ان کے مشوروں اور ہدایات کو اس کتاب سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ آج کل چیئرمین صاحب لندن میں ہیں۔

میں ان کی تہہ دل سے ممنون ہوں کہ ان کے مشورے اور ہدایت پر میں نے یہ کتاب قلم بند کی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے کتاب کی کمپوزنگ اور تزئین و آرائش میں کمپوزر محمد جاوید نے اپنی فنی مہارت اور تجربے سے خوب استفادہ کیا ہے۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

تاریخ: ۱۴ اگست ۲۰۰۷

ڈاکٹر شہلا کاظمی
قائم مقام ڈائریکٹر
قائداعظم اکادمی
کراچی۔

aaablib.org

تاریخی پس منظر

یوں تو برصغیر ہندوستان کی سیاست میں خواتین کا کردار بہت پہلے شروع ہو گیا تھا مگر برطانوی حکومت کی آمد کے بعد جب ہندوستان کا اقتدار براہ راست تاج برطانیہ کے تحت چلا گیا تو ہندوستان کی خواتین خصوصاً مسلم خواتین نے منظم ہو کر ہندوستان کو بیرونی تسلط سے آزاد کرانے کے لئے جس طرح مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا اس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں اس سے قبل نظر نہیں آتی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے مسلم خواتین کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد کیا اور ان خواتین نے انتھک محنت کر کے مردوں کے ساتھ حصول پاکستان کو ممکن بنایا۔

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ انگریزوں نے ۱۸۵۸ء میں جب ہندوستان میں اقتدار سنبھالا تو مسلمان خصوصاً تعلیمی لحاظ سے پس ماندہ تھے اور مسلم خواتین کا تو دور دور تک جدید تعلیم سے کوئی واسطہ نہ تھا اگر اس بات کی تحقیق کی جائے تو ایسا کہنا سراسر غلط اور بعید از قیاس ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو مسلمان ایک طویل عرصے تک برصغیر ہندوستان پر حکمرانی نہ کر پاتے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ جب برطانوی حکومت نے ہندوستان کی وسیع سلطنت پر قبضہ کیا تو اُس وقت مسلمان ہندوستان پر حکمران تھے چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور زبان کو یکسر ختم کر دیا۔ میکاولی نے اپنی کتاب پرنس Prince میں یہ بات زور دے کر لکھی ہے کہ کسی نئے ملک پر قابض حکمران

اگر اُس ملک پر اپنا اقتدار جمانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس ملک کے مقامی تعلیمی نظام کو یکسر ختم کر دے اور اپنا تعلیمی نظام جاری کرے چنانچہ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں یہی کیا۔ انگریزی نظام تعلیم اور زبان نے مسلمانوں کے برسہابرس کے ترقی یافتہ اور مروجہ تعلیمی نظام اور زبانوں (جن میں عربی، فارسی اور اردو شامل تھیں) کو ملیا میٹ کر دیا اور مسلمانوں پر جہالت کا ٹھپہ لگا دیا۔ چنانچہ عربی فارسی اور اردو زبانوں پر عبور رکھنے والے مختلف علوم کے ماہرین یک لخت نااہل ہو گئے اور مسلمانوں کا تمام علمی سرمایہ نئی نسل کے لئے بے معنی ہو گیا جنہیں لامحالہ انگریزوں کے دیے ہوئے نئے تعلیمی نظام اور زبان کو ہی اپنانا پڑا۔ مگر اس تبدیلی کو اپنانے میں انہیں کافی وقت لگا کیونکہ انکا موقف یہ تھا کہ نیا تعلیمی نظام اور زبان انکے اپنے تہذیبی اور تعلیمی ڈھانچے کو سخت متاثر کرینگے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان انگریزی تعلیمی نظام اور زبان کو جلد نہ اپنا سکے جبکہ اسکے برخلاف ہندوؤں نے اس نئے نظام اور زبان کو فوراً اپنا لیا اور وہ انگریزی تعلیم کے میدان میں مسلمانوں سے آگے نکل گئے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ مسلمان تعلیم کے میدان میں کسی طرح ہندوؤں سے پیچھے تھے۔ دراصل ہندوؤں کی طرف سے انگریزی تعلیمی نظام اور زبان کا خیر مقدم کرنا منطقی تھا کیونکہ انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا تو ہندوؤں کے ہاتھ میں اقتدار نہیں تھا اور نہ ہی انگریزوں نے ہندوؤں سے حکمرانی کا اقتدار چھینا تھا بلکہ اس وقت مسلمان صاحب اقتدار تھے اور ہندو صدیوں سے مسلمانوں کے محکوم تھے۔ چنانچہ ان حالات میں ہندوؤں نے انگریزوں سے ابتداء ہی میں گٹھ جوڑ شروع

کر دیا تا کہ مسلمانوں کو ہندوستان کا اقتدار دوبارہ نہ مل سکے جسے انہوں نے میدان جنگ میں لڑ کر حاصل کیا تھا۔

یہاں ایک اور اہم نکتے پر روشنی ڈالنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان میں برطانوی اقتدار سے قبل خواتین کا عملی سیاست میں حصہ صرف طبقہ اولی یا بادشاہوں کے طبقے تک محدود تھا۔ برطانوی عہد میں پہلی بار ہندوستان کی سیاست عوام الناس تک پہنچی اور عام خواتین نے بھی اس میں حصہ لیا۔

برصغیر ہندوستان میں اگر ہم مسلم خواتین کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بیشتر خواتین کی تعلیم کسی ادارے کی مرہونِ منت نہیں تھی بلکہ والدین گھر پر ہی انکی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے تھے اور یہ تعلیم اس حد تک کامیاب ہوتی تھی کہ اس کے ذریعے خواتین شعور و آگہی کی وہ منازل طے کر جاتی تھیں جو آج کل کی باقاعدہ تعلیم انہیں فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ بلاشبہ اُس دور کی غیر سند یافتہ عورت میں اپنی تہذیب زبان، قوم اور وطن سے جو لگاؤ نظر آتا ہے اور جس طرح وہ اپنی اقدار کی حفاظت کرتی نظر آتی ہے وہ انتہائی قابلِ تعریف ہے چنانچہ مائیں ہر دور میں اپنے علم شعور اور بصیرت کو اپنے بچوں میں منتقل کرتی رہی ہیں اور یقیناً ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں مسلم ماؤں کی طرف سے اپنے بیٹوں کو دیئے گئے اس علم و شعور اور آگہی کا بڑا حصہ تھا۔ (گو آپس کے عدم اعتماد تنظیمی خامیوں اور جدید جنگی طریقوں سے ناواقفیت کے باعث اس جنگ نے مسلمانوں کے لئے کوئی مثبت نتائج مرتب نہ کئے) اسی طرح ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار سنبھالتے ہی مسلمانوں کی طرف سے انگریزی تعلیم اور

زبان اپنانے کی جس بڑے پیمانے پر مخالفت کی گئی۔ اس کے پس پشت بھی مسلم ماؤں کی تعلیم وتربیت ہی تھی جو ایک عرصے تک انگریزوں کی راہ کی رکاوٹ بنی رہی اور انہیں اپنے تعلیمی نظام اور زبان کو ہندوستان میں رائج کرنے میں سخت دشواریاں پیش آئیں۔ جہاں تک خواتین کا ہندوستان کی سیاست میں حصہ لینے کا تعلق ہے تو ہندوستان کی تاریخ میں اعلیٰ سطح پر یا بادشاہوں کے اقتدار تک تو ہمیں کچھ خواتین نظر آتی ہیں جن میں رضیہ سلطانہ، ملکہ نور جہاں اور ملکہ ممتاز محل وغیرہ شامل ہیں مگر عام خواتین کا عملی سیاست میں کوئی واضح کردار تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ تحریک پاکستان میں خواتین نے جو عملی کردار ادا کیا وہ ہندوستان کی سیاست میں اپنی جگہ منفرد ہے۔

خواتین کے عملی کردار کی وسعت اور نوعیت

جہاں تک مسلم خواتین کا تحریک پاکستان میں یا سیاست میں حصہ لینے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں یہ بات میں واضح کرتی چلوں کہ اسلام نہ تو مسلم خواتین کو تعلیم حاصل کرنے سے اور نہ ہی کام کرنے سے روکتا ہے۔ البتہ اس نے جو حدود متعین کی ہیں اسکے دائرے میں رہتے ہوئے عورت معاشرے میں فعال کردار ادا کرسکتی ہے مگر اس کے اس کردار کا تعلق بھی سراسر مردوں سے ہے۔ مسلمان عورت ہر دور میں ویسی ہی نظر آتی ہے جیسا کہ اسکے والد، شوہر اور بھائی وغیرہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورت پر حاکم

بنایا ہے[۱]۔ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتی۔ بیگم جہاں آراء شاہنواز لکھتی ہیں کہ جولائی ۱۹۱۹ میں انکے والد سر محمد شفیع کا وائسرائے کی ایگزیکیٹو کونسل (Executive Council) میں وزیر تعلیم کی حیثیت سے تقرر ہوا دسمبر ۱۹۲۰ میں وہ اپنے والد اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ کلکتہ گئیں جہاں انہوں نے ایک ماہ گزارا۔ کلکتہ میں رہائش کے دوران انکے والد نے انہیں پردہ اتارنے کے لئے کہا اور وہ گھر کی دیگر خواتین کے ساتھ زندگی میں پہلی دفعہ شہر کی نئی مارکیٹ میں بغیر برقعے کے گئیں[۲]۔ چنانچہ تاریخ کی آنکھ ہندوستان میں جہاں رضیہ سلطانہ اور گلبدن بیگم کو دیکھتی ہے۔ وہاں ملکہ ممتاز محل اور ملکہ نور جہاں بھی ہیں۔ ان تمام خواتین نے مردوں کے ساتھ سیاست میں حصہ لیا مگر اپنی انفرادی حیثیت میں نہیں بلکہ مردوں نے ہی انہیں اسکی اجازت دی۔ اسی طرح تحریکِ پاکستان میں بھی ہمیں جو سر کردہ خواتین نظر آتی ہیں مثلاً محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم محمد علی، لیڈی نصرت عبداللہ ہارون، بیگم اقبال حسین ملک، بیگم شائستہ اکرام اللہ اور نور الصباح بیگم وغیرہ ان سب خواتین کے والد، شوہر بھائی یا خاندان کے اور دیگر مرد حضرات پہلے ہی ہندوستان کی سیاست میں سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے۔ یہاں اس بحث کا مطلب صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہمارے معاشرتی نظام میں زندگی کے کسی بھی شعبے میں خواتین کے فعال کردار کا انحصار مردوں کی مرضی پر ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے خود ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور

۱۔ القرآن، سورۃ النساء، آیت نمبر ۳۴

۲۔ جہاں آرا شاہنواز *Father and Daughter: A Political Autobiography* صفحہ ۵۹

میں طالبات کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ" میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مغرب کی نقل کریں۔ مگر میرا مطلب ہے کہ مردوں کو یہ سمجھانا چاہئے اور انہیں یہ محسوس کروانا چاہیئے کہ خواتین انکے برابر ہیں انکی دوست ہیں اور وہ انکے ساتھ مل کر ہی گھر، خاندان اور قوموں کی تعمیر کر سکتے ہیں۔"

خواتین سے یہ توقع کرنا کہ وہ ہر کام مردوں کی طرح کر لیں گی یہ ان کی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ عورت اور مرد اپنی جسمانی ساخت اور طاقت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں خواتین اتنا ہی کام کر سکتی ہیں جتنا کہ انکی جسمانی ساخت اور طاقت انہیں اجازت دے۔ مثلاً نورالصباح بیگم نے اپنی کتاب تحریکِ پاکستان اور خواتین میں جہاں تحریک میں خواتین کے فعال کردار کا ذکر کیا ہے اور ان کے جلسے اور جلوسوں کی تصویر کشی کی ہے وہاں اس امر کی بھی صراحت کی ہے کہ ان جلوسوں میں رضا کار لڑکے انہیں راستہ بتاتے اور آنسو گیس سے بچاؤ کے لئے پانی کی بالٹیاں اُٹھائے ساتھ ساتھ چلتے تھے مزید یہ کہ خواتین پولیس کے ناروا سلوک تشدد اور پیدل چلنے سے گھبراتی تھیں وغیرہ وغیرہ۔ یہاں اس بحث کا مقصد یہ ہے کہ تحریکِ پاکستان میں خواتین کے کردار پر گفتگو کرنے سے پہلے انکے دائرہ کار کی حدود اور نوعیت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کی مساوات کی جہاں بات کی جاتی ہے تو یہ مساوات دراصل

۳۔ خورشید احمد خان یوسفی Speeches Statements and Messages of the Quaid-i-Azam، جلد دوم ص ۱۱۹۰

آگے بڑھنے کے مواقع میں ہوتی ہے۔ خواتین جن شعبوں میں اور جس طرح آگے بڑھ سکتی ہیں انہیں اس کا پورا موقع ملنا چاہیے۔

تحریک پاکستان میں خواتین کا غیر رسمی کردار

تحریک پاکستان میں خواتین کے غیر رسمی کردار کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ جس نے اس تحریک کے لئے عظیم قائدین تیار کئے اور مسلم معاشرے میں آزادی کی تحریک پیدا کی۔

قائداعظم محمد علی جناح اس نکتے کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے کہ کسی قوم یا ملک کے سدھار میں عورت کا کردار کتنا اہم ہے۔ چنانچہ ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں طالبات کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے طالبات کی توجہ اس طرف مبذول کروائی۔ آپ نے فرمایا کہ "دنیا میں دو بڑی طاقتیں ہیں ایک کی نمائندگی تلوار کرتی ہے اور دوسری کی قلم۔ ان دونوں کے درمیان سخت مخالفت ہے۔ ایک تیسری طاقت ان دونوں سے بڑی ہے۔ وہ عورت ہے۔ یہ صرف اور صرف عورت ہے جو مرد کو سکھا سکتی ہے کہ وقت پڑنے پر تلوار یا قلم کو کب اور کہاں استعمال کرنا ہے[۵]۔ چنانچہ قومی نکتہ نگاہ سے کسی بھی سمت میں انفرادی یا اجتماعی عمل کے مثبت یا منفی ہونے کا انحصار بڑی حد تک گھروں میں دی جانے والی اس تعلیم و تربیت پر ہوتا ہے جو بچہ ماں کی گود سے حاصل کرتا ہے۔ اس طرح فرد پر ماؤں کی گھریلو اور غیر رسمی تعلیم و تربیت کا جو مثبت اور دیرپا اثر قائم ہوتا ہے

۵۔ خورشید احمد خان یوسفی، حوالہ سابق، ص ۱۸۹

وہ اداروں میں دی جانے والی رسمی یا باقاعدہ تعلیم کے اثر سے کہیں زیادہ مضبوط اور دیرپا ہوتا ہے اس طرح ماں کے روپ میں عورت اپنے بچے کو جو تعلیم و تربیت دیتی ہے وہی دراصل اس کی بنیادی تعلیم ہوتی ہے۔ زیادہ تر افراد اسی بنیادی تعلیم کے مطابق سیاست میں اپنے تصورات کی تشکیل کرتے ہیں اور معاشرے کے لئے کوئی مثبت کردار ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ مگر اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خواتین کو باقاعدہ یا رسمی تعلیم حاصل کرنے سے روک دیا جائے بلکہ یہاں اس پہلو پر روشنی ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ سیاست میں خواتین کے اس غیر رسمی کردار کو بھی سامنے لایا جائے۔ چنانچہ جب انگریزوں نے ہندوستان میں ۱۸۵۸ میں اپنا سیاسی اقتدار قائم کیا تو بے شمار مسلم ماؤں کا سیاست میں ایک خاموش کردار جاری تھا جو انگریزی اقتدار کے عروج کے ساتھ ساتھ معدوم ہوتا گیا۔

پھر یہ مسلم ماؤں کی بہترین تعلیم و تربیت ہی تھی جس نے برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں کو بہترین قائدین عطا کیے جن میں قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے نام سرفہرست ہیں۔ خصوصاً قائداعظم محمد علی جناح کی والدہ نے ان کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا پہلے گھر پر ان کی تعلیم و تربیت کی پھر چار سال تک سندھ مدرستہ الاسلام اسکول کے گجراتی میڈیم میں انہیں پڑھوایا۔ گجراتی قائداعظم کی مادری زبان تھی اور ان کے والدین کے پیش نظر یہ بات تھی کہ اپنی مادری زبان میں بچہ اپنے ابتدائی درس، اقدار اور روایات کو بہتر طور پر سمجھ سکے گا۔ پھر لندن روانگی سے قبل قائداعظم کی والدہ نے خاص طور پر اپنے بچے کی شادی کا اہتمام کیا تاکہ لندن میں قیام کے دوران انکا بیٹا

بیرونی تہذیب اور لڑکیوں سے دور رہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ لندن میں اپنے قیام کے دوران قائداعظم نے اپنی تعلیم کے علاوہ اور کسی طرف توجہ نہ دی اور اپنی پہلی بیوی کی وفات کے کافی عرصے بعد جب دوسری شادی ایک پارسی لڑکی رتن پیٹ سے کی تو شادی سے قبل اسے مسلمان کیا۔ چنانچہ اپنی تمام تر زندگی میں قائداعظم نے اصول پرستی، ایمانداری، محنت اور اپنی قوم سے محبت اور ایثار کا جو نمونہ پیش کیا اس میں ان کی والدہ اور گھر کی تعلیم و تربیت اور ماحول کا بڑا اثر تھا اور اسی تعلیم و تربیت نے بڑی حد تک انہیں جناح سے قائد بننے میں مدد دی۔ علامہ اقبال کی والدہ بھی پڑھی لکھی خاتون نہ تھیں مگر اپنی سلیقہ مندی اور پاکیزہ اوصاف کے باعث لوگوں میں بے حد محترم تھیں۔ اقبال کے والد کا بھی لوگ بڑا احترام کرتے تھے آپ عربی فارسی پڑھنا جانتے تھے دین سے گہرا شغف تھا اور تصوف سے خاص لگاؤ تھا اقبال کے والدین نے ان کی تربیت بڑی شفقت اور محبت سے کی اس کا اقبال پر بہت گہرا اثر تھا۔ ۱۹۱۴ میں اپنی والدہ کی وفات کے بعد اقبال نے "والدہ مرحومہ" کے عنوان سے ایک معرکتہ الآراء نظم لکھی اور اس نظم کو انہوں نے ایسا فلسفیانہ رخ دیا کہ ماں کی محبت اور ماں کی جدائی کا غم انفرادی نوعیت کے نہ رہے بلکہ اجتماعی حیثیت سے بنی نوع انسان کی محبت اور غم کا استعارا بن گئے[۶]۔ چنانچہ اقبال کی تمام شخصیت اور شاعری پر ان کی والدہ کی اعلیٰ تربیت اور شخصیت کا بڑا اثر تھا جس نے انہیں ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک عظیم قائد بننے میں مدد دی۔ اور وہ اس قابل ہو سکے کہ مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں ایک

۶۔ فرمان فتح پوری اقبال سب کے لئے، ص ص ۱۱۔۱۲

آزاد ریاست کا مطالبہ پیش کر سکیں۔

اس طرح گھر کی چار دیواری میں رہنے والی خواتین نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا جن کا عملی سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا مگر انہوں نے بچوں کو جو تعلیم و تربیت دی اُس نے اُنہیں اس قابل کیا کہ وہ اپنے لیے صحیح راستہ کا انتخاب کر سکیں چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور پاکستان قائداعظم کی قیادت میں وجود میں آ گیا۔

تحریک خلافت اور خواتین

خلافت ترکی سے ہندوستان کے مسلمانوں کی وابستگی بہت گہری تھی۔ جب پہلی جنگ عظیم کے دوران اس کی بقاء کو خطرہ لاحق ہوا تو مسلمانوں نے تحریک خلافت کے نام سے ایک بھرپور تحریک چلائی۔ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴۔۱۹۱۹ کے دوران ہمیں بی اماں (آبادی بیگم) کا کردار نظر آتا ہے۔ جن کے پاس نہ تو کوئی باقاعدہ تعلیم تھی اور نہ ہی انہوں نے سیاست میں کوئی منظم حصہ لیا مگر ان کی ایک زبردست نصیحت (جان بیٹا خلافت پر دے دو) جو انہوں نے اپنے فرزندوں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو دی وہ اتنی پُر اثر اور مقبول ہوئی کہ جلد ہی اس کے کتابچے بعنوان **"بولیں اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پر دے دو"** بازاروں میں آ گئے اور آج بھی ان کی یہ نصیحت تاریخ میں سنہری حروف میں درج ہے۔ یقیناً علی برادران نے خلافت عثمانیہ کی بقاء کے لئے جس طرح کام کیا اور تحریک خلافت چلائی اس کے پس پشت ان کی والدہ بی

اماں کی تعلیم وتربیت کا زبردست اثر تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس تحریک کی محرک بی اماں ہی تھیں۔

تحریک خلافت میں مسلمان خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گاندھی جی کی قیادت میں تحریک خلافت عدم تعاون کی تحریک کے ساتھ آگے بڑھی۔ ہزارہا خواتین نے بیگم محمد علی کے ساتھ کام کیا۔ سینکڑوں چرخے تیار کر کے دیہاتوں میں تقسیم کیئے گئے بدیشی مال کا بائیکاٹ کیا گیا لڑکیوں کو سوت کاتنے کی ترغیب دی گئی اور جو لڑکی اتنا سوت کات لیتی جس سے کہ ایک تھان بن جاتا تو اس کو انعام دیا جاتا۔ کھدر کو مختلف رنگوں میں کشیدہ کاری کر کے عورتوں نے پہننا شروع کردیا۔ مگر یہ سب کام خواتین پردے میں کرتیں تھیں۔ اور یہ پردہ اس حد تک تھا کہ ان میں سے اکثر نے خود علی برادران کو کبھی نہ دیکھا ان میں سے اکثر کو ملکی سیاست کے بارے میں زیادہ علم بھی نہ تھا مگر بس ایک جذبہ تھا کہ مسلمانوں کے مفاد میں خلافت کے لئے کام ہورہا ہے اور انگریز حکومت سے سلطنت عثمانیہ کے لئے بہتر فیصلے کروانے ہیں۔ تحریک خلافت کے نتائج کچھ بھی رہے ہوں لیکن اس نے ہندوستان کی سیاست میں خصوصاً مسلم سیاست میں ایک ہلچل پیدا کردی جس میں خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے بعد برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کا جذبہ اور تیز ہوگیا اور خود مولانا محمد علی جوہر نے قائداعظم کو مسلمانوں کا واحد نجات دہندہ تسلیم کرلیا۔

مسلم خواتین اور تحریک پاکستان

اگرچہ تحریک پاکستان اور سیاست میں خواتین کے باقاعدہ کردار کو منظم کرنے کے لئے مسلم لیگ نے ۱۹۳۸ میں اپنے سالانہ اجلاس (پٹنہ) میں ایک قرارداد منظور کی مگر مسلمان خواتین نے اس سے بہت پہلے ہی سے آزادی کی تحریک میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا ان خواتین میں زیادہ تر تعداد ان کی تھی جن کے والد بھائی اور شوہر وغیرہ پہلے ہی ملکی سیاست میں سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے اور ہندوستان کی سیاسی جماعتوں میں شامل تھے انکی سب سے بڑی مثال خود قائداعظم محمد علی جناح کی ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح خود تعلیم اور سیاست میں خواتین کے فعال کردار کے بڑے خواہاں تھے۔ انہوں نے اپنے والدین کی وفات کے بعد (جب کہ دیگر تین بہنوں کی شادی ہو چکی تھی) اپنی سب سے چھوٹی بہن فاطمہ کی تعلیم پر خاص توجہ دی اور ان کی تعلیم کا خود انتظام کیا۔ اسی تعلیم نے محترمہ فاطمہ جناح کو اس قابل کیا کہ انہوں نے اپنے بھائی قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ ان کے شانہ بشانہ سیاست میں اپنا کردار ادا کیا (جس کا ذکر آگے آئے گا)۔ قائداعظم کی اہلیہ محترمہ رتی جناح نے بھی قائداعظم کے ساتھ ان کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ خصوصاً برطانوی ہند کے وائسرائے لارڈ ولنگڈن کے ہندوستان کے بعض لیڈروں کے بارے میں نازیبا بیانات کے خلاف قائداعظم نے ۱۶ جون ۱۹۱۸ کو بمبئی میں جو احتجاجی اجلاس منعقد کروایا تھا اس میں ان کی اہلیہ نے بھی ان کے ساتھ حصہ لیا۔ ان کے

علاوہ تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے والی اور بھی خواتین اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں اور ان کے والد اور شوہر وغیرہ سرگرمی سے تحریک پاکستان میں حصہ لے رہے تھے ان میں بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم جہاں آراء شاہنواز بیگم اقبال حسین ملک اور بیگم سلمٰی تصدق حسین وغیرہ شامل ہیں۔

اسی طرح نور الصباح بیگم ۱۹۲۰ سے مسلم لیگ کی رکن تھیں یہ وہ وقت تھا جب ضلع پیلی بھیت اور ضلع شاہجہاں پور میں مسلم لیگ منظم ہو رہی تھی شیر پور سے لڑکوں کا ایک باوردی نیشنل گارڈ کا دستہ تیار تھا جس کے روح رواں ان کے شوہر کے بھتیجے فخر الدین خاں تھے (جو یوپی نیشنل گارڈ کے نائب سالار تھے) چنانچہ شیر پور اور اس کے گرد و نواح میں مسلم لیگ کا کام جاری تھا اور وہاں مسلم لیگ کا مکمل خرچ فخر الدین خان اور نور الصباح بیگم کے ذمے تھا۔اس کے علاوہ دہلی میں بھی مسلم لیگ کے فنڈ کے لئے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ بیگم صاحبہ فراہم کرتی تھیں۔اس سے قبل انہوں نے اپنے شوہر ظہیر الدین خان کی ہدایت پر تحریک خلافت کے لئے کھدر پہنا، سوت کاتا اور سینکڑوں گاؤں میں چرخے تقسیم کروائے۔مگر اس وقت تک سب کام وہ اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر کرتی تھیں ۷۔

سر محمد شفیع کی صاحبزادی بیگم جہاں آرا شاہنواز مسلم لیگ کی قدیم کارکن تھیں جنہوں نے مسلم خواتین کے حقوق کے لئے جنگ لڑی۔جب وائسرائے چیمسفورڈ (اپریل ۱۹۱۶۔اپریل ۱۹۲۱) کے دور میں لیڈی چیمسفورڈ

۷۔ نور الصباح بیگم، حوالہ سابقہ ص ص 15، 16، 18، 19

لیگ بنائی گئی تو بیگم جہاں آرا شاہ نواز نے اس لیگ میں کام کیا جس کا مقصد شیر خوار بچوں کی بڑھتی ہوئی اموات کا انسداد تھا۔ پھر مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات پر غور کرنے کے لئے جب Muddiman کمیٹی بلائی جارہی تھی تو مسز سروجنی نائیڈو اور مسز کزنز Cousins نے سیکریٹری آف اسٹیٹس مانٹیگو سے ملاقات کی اور نئی اصلاحات میں ہندوستان کی خواتین کو حق رائے دہی دینے کا مطالبہ کیا۔ بیگم جہاں آرا شاہ نواز نے اس مطالبے کی بھرپور حمایت کی اور اس سلسلے میں انہوں نے شملہ میں سر حسین امام کے گھر ایک عوامی جلسہ بھی منعقد کرایا جس میں انہوں نے خود ایک مؤثر تقریر کی جو ان کی سیاسی زندگی کی پہلی تقریر تھی۔ چنانچہ ۱۹۲۷ میں پنجاب میں خواتین کو جو حق رائے دہی ملا اس میں بیگم جہاں آرا شاہ نواز کی کوششوں کا بھی بڑا دخل تھا۔ پھر ہندوستان کے سیاسی اور دستوری مسائل کو حل کرنے کے لیے برطانوی حکومت نے لندن میں جو گول میز کانفرنس (۱۹۳۰ تا ۱۹۳۲) منعقد کروائی تھی اس کانفرنس میں بھی بیگم جہاں آرا شاہنواز نے خواتین کی بھرپور نمائندگی کی۔ پہلی اور دوسری گول میز کانفرنس میں انہوں نے واحد مسلمان خاتون کی حیثیت سے شرکت کی جب کہ تیسری گول میز کانفرنس میں انہوں نے برطانوی ہند کی واحد خاتون کی حیثیت سے شرکت کی۔ پہلی گول میز کانفرنس میں انہوں نے جو تقریر کی وہ ایک یادگار تقریر ہے جس میں انہوں نے ہندوستان میں خواتین کے حقوق پر روشنی ڈالی اس تقریر کے نتیجے میں ۱۹۳۵ء کے آئین کے تحت ہندوستان کی مجلس قانون ساز میں خواتین کے لیے نشستیں مخصوص کردی گئیں اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی تمام خواتین کو حق رائے دہی بھی مل

گیا۔ ۱۹۳۷ میں وہ پنجاب اسمبلی کی رکن منتخب ہوئیں وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جو پارلیمانی سیکریٹری منتخب ہوئیں۔

۱۹۳۰ کے بعد جب قائداعظم نے ہندوستان کی سیاست سے مایوس ہو کر لندن میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تو لیاقت علی خاں کے ساتھ ان کی بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے بھی قائداعظم کو ہندوستان واپسی کے لئے آمادہ کیا اور انہیں باور کروایا کہ ہندوستان کے مسلمان ان کی قیادت کے منتظر ہیں۔ اس کے نتیجے میں قائداعظم اپنے لندن کے قیام کو ترک کر کے دوبارہ ہندوستان منتقل ہو گئے اور ہندوستان کی سیاست میں مسلمانوں کی بھرپور قیادت کی۔

ویمن مسلم لیگ کا قیام

۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کے بعد اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلم لیگ کو جمود اور قنوطیت سے نکالا جائے اور اسے عوام میں زیادہ سے زیادہ مقبول بنایا جائے۔ چنانچہ مسلم خواتین کو آزادی کی جدوجہد میں شامل کرنا اس سلسلے کی ایک اہم کڑی تصور کیا گیا اور ۱۹۳۸ کے سالانہ اجلاس منعقدہ پٹنہ میں مسلم لیگ نے ایک قرارداد کے ذریعے خواتین کی ایک کمیٹی قائم کی جس میں مستقبل کے معاشرے میں خواتین کے کردار کی وضاحت کی گئی۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ مسلمانوں کی سیاسی امیدوں کی نمائندہ جماعت کی حیثیت سے مسلم لیگ کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمان خواتین کی اس طرح رہنمائی

کرے کہ وہ مسلم معاشرے میں بحیثیت مجموعی معاشرتی اور تہذیبی ترقی میں مردوں کی مساوی حصہ دار بن جائیں۔ چنانچہ اس قرارداد میں آل انڈیا مسلم ویمنز سب کمیٹی (All India Muslim Women's Sub Committee) کے قیام کی سفارش کی گئی جس کے درج ذیل مقاصد متعین کیے گئے۔

(۱) مسلم لیگ کے تحت صوبائی اور ضلعی سب کمیٹیوں کی تشکیل

(۲) خواتین کی بڑی تعداد کو مسلم لیگ کا رکن بنانا

(۳) مسلم لیگ میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لئے پورے ہندوستان میں خواتین کے درمیان بڑے پیمانے پر پروپیگنڈہ کرنا

(۴) ان تمام معاملات میں خصوصاً مسلم معاشرے کی ترقی کے لئے خواتین کی رہنمائی کرنا[۸]۔

ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے پنجاب، بنگال، بمبئی، یوپی، سی پی، بہار، آسام، سندھ، دہلی، سرحد اور مدراس سے ۳۲ خواتین کو اس کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا۔ ان میں چند مشہور خواتین کے نام یہ ہیں۔ (۱) محترمہ فاطمہ جناح (۲) بیگم محمد علی (۳) بیگم حفیظ (۴) بیگم جہاں آرا شاہنواز (۵) بیگم نواب صدیق علی خاں (۶) مسز ایم اصفہانی (۷) بیگم نواب اسماعیل خاں (۸) لیڈی امام (۹) لیڈی عبداللہ ہارون (۱۰) لیڈی ہدایت اللہ اور (۱۱) مسز اقبال حسین ملک وغیرہ۔ اس قرارداد کو بیگم حبیب اللہ نے پیش کیا جنہوں نے قرارداد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ''اس امر کی ضرورت ہے کہ خواتین مردوں

۸۔ سید شریف الدین پیرزادہ (مدیر) Foundations of Pakistan، جلد دوئم، ص ۳۱۸

... شوکت علی کے ساتھ

محترمہ فاطمہ جناح مسلم لیگی خواتین کے ساتھ

مسلم لیگی خواتین کا ایک گروپ فوٹو

بائیں سے فاطمہ بیگم، مسز حیات بیگم جہاں آرا شاہنواز، بیگم کریکاوس، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، لیڈی شفیع، بیگم غلام حسین ہدایت اللہ، بیگم سبحان، بیگم گیتی آرا، بشیر احمد
بیٹھی ہوئی بائیں سے سعیدہ وحید، بیگم زبیدہ شاہ، ممتاز شاہنواز، سعیدہ حبیب اللہ، بیگم فضیلہ عبدالماجد اور سرحدی چند برقع پوش خواتین

قائداعظم حیدرآباد دکن میں مشہور مسلم خواتین کے ساتھ (۱۹۳۹ء)

بیگم مولانا محمد علی جوہر، قائداعظم اور آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اراکین کے ساتھ (۱۹۳۰ء)

مسلم لیگی خواتین رہنماؤں کا جلوس جیل سے رہائی کے بعد (۱۹۴۷ء)

بائیں سے دائیں بیگم کرم داد، ناصرہ صدیقی، (بیگم ناصر کیانی) بیگم جہاں آرا شاہنواز، بیگم سلمیٰ تصدق حسین، ڈاکٹر حسن آرا بیگم، ممتاز شاہنواز، فاطمہ بیگم اور بیگم کمال الدین

۳ جون کے منصوبے کی منظوری کے بعد مسلم خواتین دہلی میں قائداعظم کی رہائش گاہ پر انہیں مبارکباد دے رہی ہیں

۷۔ اگست ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ ماری پور ایئرپورٹ کراچی پر جہاز سے اتر رہے ہیں

کے شانہ بشانہ آگے بڑھیں۔ زندگی کے ہر شعبے میں خواتین خصوصاً مسلم خواتین بہت پسماندہ ہیں اور یہ امر ہماری معاشی اور سماجی ترقی میں بڑی رکاوٹ ہے چنانچہ یہ لازم ہے کہ مسلم خواتین اپنی سرگرمیوں کا دائرہ کار صرف گھر تک محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی گوشہ نشینی سے باہر نکلیں اور اپنے آپ کو جدید دنیا کے مسائل اور حالات سے روشناس کریں اور اپنی صلاحیتوں کو مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کی حفاظت کے لئے استعمال کریں۔ دوسرے مذاہب کی نسبت اسلام خواتین کو زیادہ حقوق دیتا ہے اور مسلمان خواتین کو ان کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے[9]۔

اس قرارداد کو پیش کرنے کے بعد اجلاس میں خواتین کے پردے کے مسئلے پر کچھ احتجاج ہوا۔ مگر مولوی محمد فاروق نے اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ "پردے کے نظام کو مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے نہیں روکنا چاہیے"۔ اور چیئرمین کی جانب سے اس بات پر بحث ختم ہوگئی کہ اس قرارداد میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ "خواتین کو لیگ کے تحت اپنے آپ کو منظم کرنے کے لیے مساوی مواقع ملنے چاہئیں تاکہ وہ اس کی حمایت کرسکیں"۔ چنانچہ اجلاس میں یہ قرارداد بھاری اکثریت سے منظور ہوگئی۔ بلاشبہ یہ قائداعظم کی سحر انگیز شخصیت ہی تھی جس کی قیادت میں آل انڈیا مسلم ویمن کمیٹی جلد ہی تشکیل پا گئی۔ اس کمیٹی کا پہلا اجلاس دہلی میں بیگم اقبال حسین ملک کی کوٹھی پر ہوا۔ جس میں بیگم مولانا محمد علی جوہر کو صدر، بیگم اعزاز رسول کو جنرل سیکریٹری اور بیگم اقبال حسین ملک کو جوائنٹ سیکریٹری بنایا گیا۔ بعدازاں بمبئی کی صدر لیڈی ہارون بن گئیں۔ اس

۹۔ ایضاً، ص ص ۳۱۸۔۱۹

کمیٹی نے برصغیر کے ہر صوبے میں مسلم لیگ کے مقاصد کی تشہیر کی اور مسلمان خواتین کو آزادی کی جدوجہد میں شامل کرنے کے لئے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

ویمن مسلم لیگ کی کارکردگی

آل انڈیا ویمن مسلم لیگ کمیٹی کے قیام کے بعد جلد ہی ہندوستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں صوبائی اور ضلعی ویمن مسلم لیگ قائم ہوئیں۔ جلد ہی دہلی مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی (Dehli Muslim Leagus Women's Sub Committee) بھی قائم ہوگئی جس کی صدر بیگم اقبال حسین ملک تھیں۔ جب کہ نور الصباح بیگم کو بعد ازاں اس کا جوائنٹ سیکریٹری بنادیا گیا ۔خواتین مسلم لیگ جن حالات میں کام کر رہی تھی وہ کچھ اس طرح تھے کہ دہلی میں مسلم لیگی خواتین کے لئے نہ کوئی دفتر تھا اور نہ ہی کوئی رجسٹر یا فائل۔ عہدیدار خواتین ہی یہ ساری ذمہ داریاں اٹھاتی تھیں اور مل جل کر کام کرتی تھیں۔ انکے گھر ہی ان کے دفتر ہوتے تھے اور چپراسی اور کلرک وہ خود ہی ہوا کرتی تھیں۔ اکثر کے پاس مسلم لیگ کے مطبوعہ پیڈ بھی نہ ہوتے تھے۔ تو وہ خود ہی رجسٹر اور فائلیں خرید کر کام کرنا شروع کر دیتی تھیں۔ اجلاسوں کی اطلاع بھی ایک دوسری خاتون کو زبانی پہنچادی جاتی تھی۔ اس کسمپرسی کی حالت کے باوجود خواتین نے بڑے ذوق وشوق سے کام کیا۔ لیڈی نصرت عبداللہ ہارون نے خواتین کے لئے دہلی میں نصرت کلب قائم کیا جس کے بعد خواتین کے جلسے اسی کلب میں ہونے لگے۔

مسلم لیگی خواتین رہنماؤں میں باہمی تعاون اور رابطہ موجود تھا مطالعہ کے دوران میری نظر سے بیگم مولانا محمد علی جوہر کا ایک خط بنام بیگم صدیق علی خان گزرا اس خط میں بیگم مولانا محمد علی جوہر نے بیگم صدیق علی خان کو لکھا تھا کہ سی پی میں زنانہ مسلم لیگ کی ترقی کا کیا حال ہے کتنے ضلعوں میں یہ قائم ہوئی اور کتنے شہروں تک پھیلی جلسوں اور تقریروں کی کیا رفتار ہے انہوں نے اس خط میں بیگم صدیق علی خان کی تعریف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ناگ پور اور سی پی کی عورتیں خوابیدہ نہیں رہ سکتیں۔[10]

خواتین مسلم لیگ کی سرکردہ خواتین میں محترمہ فاطمہ جناح، بیگم محمد علی جوہر، بیگم رعنا لیاقت علی خاں، بیگم جہاں آرا شاہنواز، بیگم نصرت عبداللہ ہارون اور بیگم اقبال حسین ملک کے نام نمایاں ہیں۔ دہلی میں خواتین مسلم لیگ کا کام محترمہ فاطمہ جناح کی سرپرستی میں ہی ہوتا تھا۔ خواتین محترمہ کے ذریعے قائداعظم سے بھی ہدایات لیتی رہتی تھیں اور انہی کے ذریعے قائداعظم خواتین کے جلسوں میں بھی تشریف لاتے تھے اور ان سے خطاب فرماتے تھے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح نے جس طرح قائداعظم محمد علی جناح کو ان کی زندگی میں مدد دی اور تحریک پاکستان میں جس طرح خواتین میں بیداری اور تحریک پیدا کی وہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ قائداعظم نے خود فاطمہ جناح کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب میں ہندوستان کی سیاست سے بیزار اور مایوس

۱۰۔ صدیق علی خان بے تیغ سپاہی ص ۱۱۶ (ضمیمہ)

ہو گیا تھا تو اُس مشکل کٹھن اور آڑے وقت میں میری بہن فاطمہ میرے لئے ایک روشنی کی کرن ثابت ہوئیں۔ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا اور میری ہمت بڑھائی۔

بیگم مولانا محمد علی آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی واحد خاتون رکن تھیں۔ آپ ورکنگ کمیٹی کے اجلاسوں میں شرکت کرتیں اور آپ کی رائے کو تحریک پاکستان کے بڑے بڑے قائدین اہمیت دیتے تھے اور ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔ ان کی سرگرمیوں کا مرکز زیادہ تر یوپی اور لکھنو تھا مگر وہ دیگر صوبوں میں بھی جاتیں تھیں اور مردانہ اور زنانہ دونوں جلسوں میں تقریریں کرتیں تھیں۔ ان کی تقاریر بڑی پر اثر ہوتی تھیں اور ان کے جلسوں میں خواتین کا اتنا بڑا ہجوم ہوتا تھا کہ منتظم خواتین ان جلسوں کا نظم وضبط قائم کرتے ہوئے تھک جاتی تھیں۔

مسلم لیگی خواتین گاؤں گاؤں قریہ قریہ دورے کرتیں اور خواتین کو مسلم لیگ کا رکن بناتیں۔ اکثر گاؤں کی عورتوں کے پاس مسلم لیگ کی رکنیت کی فیس دینے کے لئے پیسے نہ ہوتے تو لیگی خواتین اپنے پاس سے ان کی فیس ادا کر کے ان سے انگوٹھا لگوالیتیں ان غریب خواتین میں روز مرہ کی ضروریات کی اشیاء بھی تقسیم کی جاتیں۔ مثلاً صابن، ادویات اور پہننے کے کپڑے وغیرہ۔ دیہاتی عورتیں مسلم لیگ کی خدمات سے متاثر ہو کر انہیں بار بار آنے کی دعوت دیتیں۔ اس طرح مسلم لیگی خواتین کی کاوشوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کو دیہی آبادی سے روشناس کروایا اور وہاں خواتین کی رکنیت سازی کی بنیاد ڈالی۔

ویمن مسلم لیگ کی سرکردہ خواتین نے آل انڈیا مسلم لیگ کی ترقی اور وسعت میں بھی اہم کردار ادا کیا وہ اس تنظیم کے لئے خود عملی کام بھی کرتیں ۔مثلاً انہوں نے مختلف محلوں میں بڑے بڑے جلسے منعقد کروائے۔ سالانہ رکنیت سازی کے ذریعے خواتین مسلم لیگ کو منظم کیا۔صرف دہلی میں مسلم لیگ کے سترہ محلوں میں حلقے قائم کیے گئے اور نئی اور پرانی دہلی میں خواتین مسلم لیگ کے تحت متعدد مراکز کھولے گئے جن میں لڑکیوں کے (۷) سات پرائمری اسکول، ایک لائبریری، ایک انڈسٹریل ہوم ۔خواتین مسلم لیگ کی گیارہ شاخیں، ناخواندہ خواتین کا ایک اسکول اور فرسٹ ایڈ کا ایک مرکز شامل تھے۔ علاوہ ازیں دہلی کے مختلف مضافات میں خواتین مسلم لیگ کی چار شاخیں بھی کھولی گئیں۔ویمن مسلم لیگ کی رکن خواتین میں کام کے جوش اور ولولے کا یہ عالم تھا کہ انڈسٹریل ہوم میں خود جا کر لڑکیوں کو دستکاری سکھاتیں اور انہیں بلا کسی فیس کے داخلے دیتیں۔ایک انڈسٹریل ہوم ''فاطمہ جناح انڈسٹریل ہوم'' کے نام سے بھی قائم کیا گیا۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین اپنی منفرد قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے پنجاب خواتین مسلم لیگ کی سکریٹری مقرر ہوئیں۔انہوں نے پنجاب میں خواتین کو مسلم لیگ کی سیاسی جدوجہد میں شامل کرایا اور پنجاب کے طول وعرض میں مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد اور اس کے پیغام کو پنجاب کی خواتین میں عام کیا۔اس طرح ویمن لیگ نے صوبائی اور ضلعی سطح پر مسلم خواتین کو منظم کیا ان میں سیاسی بیداری پیدا کی۔ مسلم قومیت کے احساس کو اجاگر کیا اور ملک بھر کی مسلمان

خواتین کو یہ باور کرایا کہ مسلم معاشرے کی ترقی کا انحصار بنیادی طور پر خواتین کے فعال کردار پر ہی ہے۔ چنانچہ دو سال کے قلیل عرصے (۱۹۴۰۔۱۹۳۸) میں مسلمان خواتین کی بڑی تعداد مسلم لیگ کے جھنڈے تلے منظم ہو چکی تھی۔ یہ قائداعظم کی اعلیٰ قیادت کا نتیجہ تھا کہ ویمن لیگ حقیقی معنوں میں ایک عوامی تنظیم بن گئی۔

۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم نے جناح اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کی طالبات سے خطاب کرتے ہوئے خواتین مسلم لیگ کی کارکردگی پر انہیں مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ ہم نے آل انڈیا ویمن سنٹرل کمیٹی قائم کی ہے اور ۱۵ ماہ سے وہ خود اس کی کاوشوں اور (اس کو درپیش) مشکلات اور رکاوٹوں کا جائزہ لے رہے ہیں ان (مشکلات) کے باوجود اس کمیٹی نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آپ نے ان طالبات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی ماؤں سے زیادہ خوش قسمت ہیں کیونکہ ان کو آزادی دی جارہی ہے[11]۔

ویمن مسلم لیگ اور قرار دادِ لاہور

مارچ ۱۹۴۰ میں مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت میں جب لاہور کے سالانہ اجلاس میں ایک تاریخی قرارداد پیش کی جس میں ہندوستان کے مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کی ایک آزاد ریاست کا مطالبہ کیا گیا تھا تو ہندوستان کی مسلم خواتین کی ایک بھاری اکثریت بھی اس کی حمایت کے لئے

۱۱۔ خورشید احمد خان یوسفی، حوالہ سابق کتاب، ص ص ۱۱۸۹۔۱۱۹۰

کھڑی ہوگئی۔ یقیناً یہ ویمن لیگ کی بڑی کامیابی تھی جس نے ہندوستان میں برطانوی راج کے خلاف خواتین میں رائے عامہ کو بیدار کیا اور انہیں برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کی راہ پر ڈال دیا۔ اس تاریخی دن کے لئے خواتین مسلم لیگ نے قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کی حفاظت کے لئے پردہ دار خواتین پر مشتمل ایک خصوصی دستہ تیار کیا جس کی سربراہ بیگم قیصرہ انور علی (خزانچی، دہلی ویمن مسلم لیگ) تھیں۔ خواتین کے اس دستے نے مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کو بڑے منظم انداز میں ڈائس تک پہنچایا اور اجلاس کی تمام کاروائی کے دوران یہ دستہ اپنی سربراہ بیگم قیصرہ انور علی کے ہمراہ ڈائس کے گرد چکر لگاتا رہا۔ قائداعظم خود ویمن نیشنل گارڈز کے اس نظم و ضبط سے بڑے متاثر ہوئے۔ ویمن مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت پر بھر پور اعتماد کا اظہار کیا اور بڑی تعداد میں لاہور کے اس تاریخی اجلاس میں شرکت کی۔

اس موقع پر اسلامیہ کالج لاہور کے حبیبیہ ہال میں آل انڈیا ویمنز سب کمیٹی کا اجلاس بھی منعقد ہوا جس کی صدارت بیگم محمد علی نے کی اس اجلاس میں دو ہزار خواتین نے شرکت کی جو ہندوستان کے مختلف صوبوں سے اجلاس میں شرکت کے لئے آئیں تھیں۔ اس موقع پر بیگم گیتی آرا بشیر احمد (دختر سر محمد شفیع) نے اپنے خاوند (میاں بشیر احمد) کے ہمراہ لاہور میں اپنی قیام گاہ ''المنظر'' پر ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ کو قائداعظم کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا اور مختلف صوبوں سے لاہور کے اجلاس میں شرکت کے لئے آئے ہوئے دو

سو (۲۰۰) اہم مندوبین کو اس دعوت میں مدعو کیا۔ جن میں خواتین بھی شامل تھیں۔ مشہور مسلم لیگی خواتین جو اس دعوت میں شریک ہوئیں ان میں لیڈی ہارون، لیڈی ہدایت اللہ (سندھ)، بیگم اعزاز رسول، بیگم خلیق الزماں (لکھنو) بیگم حسین ملک، بیگم شائستہ اکرام اللہ (دہلی) محترمہ فاطمہ جناح، بیگم حفیظ الدین، بیگم چندریگر (بمبئی) بیگم قیوم خان، بیگم زری سرفراز (پشاور)، بیگم شاہ نواز، فاطمہ بیگم، بیگم عبدالعزیز اور بیگم تصدق حسین (لاہور) شامل تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برصغیر ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اور ملک کے گوشے گوشے میں مسلم خواتین آزادی کی تحریک میں شامل ہو چکی تھیں اور بڑے ذوق و شوق سے اس کی سرگرمیوں میں حصہ لے رہی تھیں۔ قرارداد لاہور نے جو مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ کو منظور ہوئی بلاشبہ اس بات کی تصدیق کردی کہ مسلم لیگ نہ صرف یہ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے بلکہ اسے مسلمان مردوں اور عورتوں کی یکساں طور پر حمایت حاصل ہے۔

۵ اپریل ۱۹۳۹ء کو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے اسٹاف سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے ماؤں اور اساتذہ کو ترغیب دی کہ وہ اپنے بچوں اور طلباء کے ذہنوں کی صحیح سمت میں تعمیر کریں جس کی ایک آزاد اور باعزت قوم کو ضرورت ہوتی ہے۔ ۲۷ مارچ ۱۹۴۴ء کو اسلامیہ کالج برائے خواتین میں طالبات کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ ”انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو صحیح قسم کی تعلیم دی جارہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ کئی پراگندہ اور غیر اسلامی چیزیں مسلم معاشرے میں سرایت کر گئیں تھیں اور یہ کام مسلم تعلیمی اداروں کا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو صحیح خطوط پر اس طرح تعلیم دیتے کہ وہ اسلامی زندگی بسر کرنے کے قابل بنتے"۔[۱۲] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائداعظم مسلمانوں کی اور خصوصاً مسلمان لڑکیوں کی درست تعلیم کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ تاکہ معاشرے میں ان کے ہاتھوں افراد کی صحیح تربیت ہو سکے۔

تشکیل پاکستان اور ویمن مسلم لیگ

قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد مسلمانوں کو ہندوستان کے سیاسی افق پر اپنا مستقبل صاف نظر آنے لگا اور خواتین مسلم لیگ نے بھی مسلم لیگ کے پیش کردہ مطالبے کے مطابق مسلمانوں کے لئے ایک آزاد ریاست کے حصول کی کوششیں تیز کر دیں۔ چنانچہ خواتین کے جلسوں میں بھی برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے ایک آزاد ریاست کے مطالبے کی وضاحت ہونے لگی جس کا نام پاکستان قرار پایا جب قانون ساز اسمبلی کا اجلاس دہلی میں ہوتا تو مسلم لیگی خواتین بھی اپنا اجلاس بلاتیں اور مسلم لیگ کے نکتہ نظر کی حمایت میں پمفلٹ تقسیم کیے جاتے۔ لیگ کی سرکردہ خواتین قائداعظم کو دعوت دیتیں اور قائداعظم خواتین سے خطاب فرماتے۔ جس سے خواتین کے حوصلے بلند ہوتے اور ان کی کارکردگی میں اور اضافہ ہو جاتا۔

۱۲۔ خورشید احمد خان یوسفی Speeches Statements and Messages of Quaid-i-Azam

مسلم خواتین تحریک پاکستان کے لئے اس طرح دن رات کام کرتیں، اپنے گھروں پر اجلاس بلاتیں اور باہم مشورے کرتیں، ملکی سیاست پر زیادہ سے زیادہ معلومات اکھٹی کی جاتیں اور اس کے بعد لائحہ عمل تیار کر کے سرگرمی سے کام میں لگ جاتیں۔ یہی نہیں بلکہ مسلم لیگ کے کاموں کے لئے پروپیگنڈہ اور تشہیر کے فرائض بھی انجام دیتیں۔ اس کے لئے وہ اخبارات سے رابطہ کرتیں اپنی خبریں لگواتیں اور اشتہار وغیرہ چھپواتیں۔ اس طرح ایک طرف تو وہ خواتین میں زیادہ سے زیادہ بیداری پیدا کرتیں اور دوسری طرف آل انڈیا مسلم لیگ کی تمام سرگرمیوں میں معاون اور مددگار ثابت ہوتیں۔ قائداعظم نے مسلم خواتین کو اس طرح کام کرتا دیکھ کر ۲۲ نومبر ۱۹۴۲ کو جناح اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا'' مجھے خوشی ہے کہ نہ صرف مسلمان مرد بلکہ مسلم خواتین اور بچے بھی پاکستان کی اسکیم کو سمجھ چکے ہیں خواتین کے تعاون کے بغیر کوئی بھی قوم کوئی ترقی نہیں کر سکتی اگر مسلم عورتیں اپنے مردوں کی اسی طرح مدد کریں جیسے انہوں نے پیغمبر اسلام کے زمانے میں کی تھی تو ہم جلد ہی اپنا مقصد حاصل کرلیں گے''۔ [۱۳]

برطانوی حکومت کے دور اقتدار میں ہندو مسلم فساد برصغیر ہندوستان کی سیاست کا ایک خاص پہلو تھا۔ مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کی منظوری کے بعد ان فسادات میں اور اضافہ ہوگیا۔ ۱۹۴۵ میں صوبہ بہار میں جو ہندو مسلم فسادات ہوئے ان میں ہزاروں مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصانات سے دوچار

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۶۵۸

ہونا پڑا۔ صوبہ دہلی خواتین مسلم لیگ نے متاثرہ مسلمانوں کی امداد کے لئے بہار فنڈ جمع کیا اور اس کے لئے سربمہر ڈبے خواتین میں تقسیم کر دیئے گئے جنہوں نے بڑی دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ اس مقصد کے لیے چندہ اکٹھا کیا اور دس ہزار ایک سو دس (10,110/-) روپے کی رقم کا عطیہ لے کر ویمن مسلم لیگ کا ایک وفد قائداعظم سے ملا۔ وفد میں بیگم اقبال حسین ملک، نورالصباح بیگم اور بیگم سید احمد شاہ بخاری شامل تھیں۔ یہ وفد جب قائداعظم کے پاس پہنچا تو اس وقت قائداعظم سر اسٹیفورڈ کرپس (Sir Stafford Cripps) اور سر پیتھک لارنس (Sir Pathic Lawrence) کے ساتھ محو گفتگو تھے قائداعظم نے ان خواتین کو ان کی موجودگی میں ہی بلوالیا اور بڑے فخر سے ان انگریز افسران سے یہ کہہ کر تعارف کروایا کہ دیکھیں میری قوم کی خواتین اس طرح قوم کی خدمت کر رہی ہیں مسلم لیگی خواتین نے بہار فنڈ کے لئے قائداعظم کو جو رقم پیش کی اس کی رسید انہوں نے خود اپنے دستخط سے بیگم اقبال حسین ملک کو بھیجی۔

بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے اپنی دوراندیشی سے مسلمانوں کو درپیش حالات کے پیش نظر مسلمان لڑکیوں کے لئے ابتدائی طبی امداد (فرسٹ ایڈ) کی تربیت کا انتظام اپنی کوٹھی پر کر لیا تا کہ آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلم خواتین ہر پہلو سے تیار ہوں اور قوم کی خدمت میں ہر ممکن حد تک اپنا کردار ادا کرتی رہیں۔ ان لڑکیوں کو تین ماہ کی تربیت دی گئی اور اس کے بعد ان میں اسناد بھی تقسیم کی گئیں اس کے ساتھ ہی انہیں اس بات کی بھی ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا ابتدائی طبی امداد کا بکس (First Aid Box) اپنے ساتھ رکھا کریں۔

مسلم خواتین اور انتخابات ۱۹۴۵-۱۹۴۶

۱۹۴۵-۱۹۴۶ میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت ہندوستان میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات میں بھی مسلم لیگی خواتین نے بھرپور حصہ لیا اور مسلم خواتین کی نشستوں پر منتخب ہو کر اسمبلیوں میں مسلم لیگ کی نمائندگی کی۔ جو خواتین ان انتخابات میں کامیاب ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ بیگم مولانا محمد علی جوہر کو مسلم لیگ نے یوپی لکھنو کے شہری حلقہ انتخاب سے مسلم خواتین کی نشست کے لئے امیدوار منتخب کیا۔ بیگم محمد علی اس نشست پر بلا مقابلہ کامیاب ہو گئیں۔

۲۔ پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ کی دو مشہور خواتین مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے منتخب ہوئیں (الف) بیگم جہاں آراء شاہنواز (ب) بیگم سلمٰی تصدق حسین۔

(الف)۔ بیگم جہاں آراء شاہنواز نے اپنی مقابل احرار پارٹی کی خورشید بیگم کو بھاری اکثریت سے شکست دی اور ان کی ضمانت ضبط ہو گئی۔ بیگم صاحبہ بیرون لاہور کی نشست پر منتخب ہوئیں۔

(ب) پنجاب سے مسلم لیگ کی دوسری امیدوار بیگم تصدق حسین تھیں جنہوں نے اندرون لاہور کی نشست پر انتخاب لڑا اور اپنی مقابل آزاد امیدوار رشیدہ لطیف کو اس طرح شکست دی کہ ان کی بھی ضمانت ضبط

ہوگئی۔

۳۔ سندھ اسمبلی میں مسلم خواتین کی نشست پر کراچی شہر سے بیگم جینو بائی غلام علی الانہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئیں انہوں نے اپنی مقابل آزاد امیدوار مسز خدیجہ محمد عمر کو شکست فاش دی۔

۴۔ بنگال اسمبلی میں مسلم لیگ کی دونوں شہری نشستوں پر مسلم لیگی خواتین بلامقابلہ کامیاب ہوئیں:

(الف) کلکتہ شہر سے حسن آراء بیگم بلامقابلہ کامیاب ہوئیں۔

(ب) ڈھاکہ شہر سے بیگم انوار خاتون بھی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بلامقابلہ منتخب ہوئیں[۱۴]۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی کے بعد قائداعظم نے فیصلہ کیا کہ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے تمام منتخب مسلم لیگی اراکین کا ایک کنونشن منتخب کیا جائے۔ جس کا مقصد مسلم لیگ کے نصب العین ''مطالبہ پاکستان'' کو زیادہ واضح انداز میں پیش کرنا تھا اور دنیا کو یہ بتانا تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی درحقیقت ہندوستان میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ یہ کنونشن دہلی میں ۹۔ اپریل ۱۹۴۶ کو قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں قائداعظم کے صدارتی خطبے اور اجلاس کی ضروری کاروائی کے بعد بنگال کے وزیراعلیٰ حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کی قرارداد لاہور (۱۹۴۰) کو بالکل واضح شکل میں پیش کیا جس میں اس بات کا حتمی اعادہ کیا گیا کہ ہندوستان

۱۴۔ عبدالواحد قریشی (مدیر) ایک تاریخی فیصلہ، ص ص ۳۲، ۸۸، ۱۱۵، ۱۳۱

کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک آزاد مسلم ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے اور غیر مبہم الفاظ میں اس بات کا عہد کیا جائے کہ بلا تاخیر پاکستان قائم کیا جائیگا۔ چودھری خلیق الزماں نے اس قرارداد کی تائید کی اور مسلم لیگ کے جن دیگر اسمبلی کے اراکین نے اس کی تائید میں تقاریر کیں ان میں خواتین اراکین بیگم اعزاز رسول اور بیگم جہاں آرا شاہنواز بھی شامل تھیں۔

محترمہ بیگم اعزاز رسول، (ڈپٹی لیڈر یوپی اسمبلی مسلم لیگ پارٹی) نے اپنی تقریر میں اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ مسلم خواتین نے ان انتخابات میں نمایاں اور اہم حصہ لیا ہے۔ جنہیں اب تک غیر فعال اور پسماندہ سمجھا جاتا رہا تھا مگر اب وہ مکمل طور پر بیدار ہوگئی ہیں اور ان کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا پورا پورا احساس ہے۔ مسلم لیگ نے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں جو نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں اس میں مسلم خواتین کا بھی بڑا حصہ ہے۔ ہماری نسوانی دنیا کی یہ بیداری بہت کچھ قائداعظم کی مساعی کے مرہونِ منت ہے۔ انہوں نے قائداعظم کو مخاطب کرتے ہوئے یقین دلایا کہ انہیں (خواتین کو) حصول پاکستان کے لئے جس قربانی کا حکم دیا جائیگا وہ اس کے لیے تیار ہیں ۱۵۔

بیگم جہاں آرا شاہنواز (رکن پنجاب اسمبلی) نے اپنی تقریر میں لیگ کی قرارداد کی تائید کرتے ہوئے تمام مسلمان خواتین کی طرف سے یقین

۱۵۔ ایضاً، ص ص ۲۶۲۔۶۳

دلایا کہ وہ آزادی کی اس جنگ میں پیش پیش ہیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ انتخابات ۱۹۴۶ء اور آزادی کی اس جنگ میں مسلم خواتین کی شمولیت اور کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے بیگم شاہنواز نے کچھ واقعات سنائے جو ان کے ذاتی تجربے میں آئے۔ ایک واقعہ کے مطابق انہوں نے بتایا کہ ضلع سیالکوٹ کی ایک مسلمان خاتون نے اپنے شوہر سے وعدہ لیا کہ اگر تم نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا تو میرے ہاتھ کی پکی روٹی نہ کھاؤ گے اور جب اس کے شوہر نے اپنے وعدے کے برخلاف اتحاد پارٹی کو ووٹ دے دیا تو اس نیک خاتون نے خودکشی کرلی۔ ایک دوسرے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں کہ لدھیانہ شہر میں جب ان کی ملاقات ایک مظلوم خاتون سے ہوئی جس کے جوان بیٹے کو احراریوں نے چاقو مار کر ہلاک کردیا تھا تو اس بہادر عورت نے کہا کہ "میں نے اپنا بیٹا مسلم لیگ کو چندے میں دے دیا"۔ ایک تیسرے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بیگم شاہنواز نے بتایا کہ "ان کی آنکھوں میں ایک سترہ سالہ معصوم دوشیزہ کی تصویر ہے جو پولیس کی لاٹھیوں اور گالیوں کی بوچھاڑ میں آگے بڑھتی جارہی ہے مگر اسے کوئی نہ روک سکا"[۱۶]۔ یقیناً یہ تینوں واقعات آزادی پاکستان میں مسلم خواتین کے دلیرانہ کردار اور قربانیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس بحث سے یہ بات یقیناً واضح ہوتی ہے کہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم خواتین نے بھرپور حصہ لیا اور منتخب ہو کر اسمبلیوں میں بھی آئیں۔

اس کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح

۱۶۔ ایضاً، ص ص ۷۷۔۷۸

نے خود خواتین کے بارے میں فرمایا کہ ''مسرت کی بات یہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بھی تبدیلی آرہی ہے یہ تبدیلی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوش بدوش آگے نہ بڑھیں''۔۱۷

ویمن مسلم لیگ اور مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی ۱۹۴۷

فروری ۱۹۴۷ء میں پنجاب کی کانگریس حکومت نے جس کے وزیر اعلیٰ خضر حیات تھے لاہور میں مسلم لیگ کے دفتر اور نیشنل گارڈز کے دفتر کو سیل کرنے کا حکم دے دیا۔ اس موقع پر لیگ کی خواتین نے اہم کردار ادا کیا انہوں نے مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا۔ بیگم جہاں آرا شاہنواز دیگر لیگی خواتین کے ہمراہ فوراً موقع پر پہنچیں اور سردار شوکت حیات اور میاں افتخار الدین کے ساتھ مل کر کام کیا۔ خواتین نے نیشنل گارڈز کے دفتر اور لیگ کے دفتر پر قبضہ جمایا اور انہیں گھیرے میں لے لیا ان کا محاصرہ اتنا سخت تھا کہ پنجاب کی پولیس ان دفاتر کے اندر داخل نہ ہوسکی جب خواتین کی مزاحمت بڑھتی گئی تو پولیس نے متعدد خواتین کو گرفتار کرلیا جن میں بیگم جہاں آرا شاہنواز اور بیگم سلمیٰ تصدق حسین بھی شامل تھیں جنہیں لاہور کی زنانہ جیل میں رکھا گیا۔ اس کے بعد مسلم لیگ کے کارکن سارے پنجاب میں سرگرم ہوگئے۔ پنجاب حکومت کے خلاف تحریک سول نافرمانی شروع ہوگئی اور مسلم لیگی خواتین کے جتھے بھی دوسرے شہروں سے تحریک

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۹۲

میں شامل ہونے کے لئے لاہور آنے لگے۔

سول نافرمانی کی تحریک میں مسلم لیگ کی بہت ساری خواتین گرفتار ہوئیں مگر اس کے باوجود شہروں اور مضافات سے ہزاروں عورتیں پنجاب کی کانگریسی حکومت کے خلاف احتجاجی جلوسوں میں شامل ہونے کے لیے بیقرار تھیں۔ مختلف علاقوں سے مسلم لیگ کی سرکردہ خواتین جلوس کی قیادت کے لئے لاہور آتیں اور گرفتار ہوتیں ان میں نورالصباح بیگم اور بیگم اقبال حسین ملک بھی شامل تھیں ۔ پولیس والے انہیں گاڑی میں بٹھا کر یا تو شہر سے بیس میل دور چھوڑ دیتے یا جیل میں ڈال دیتے یا آنسو گیس کے ذریعے انہیں منتشر کر دیا جاتا مگر یہ تمام صعوبتیں خواتین بخوشی برداشت کر رہی تھیں۔ ان کے ساتھ لڑکے پانی کی بالٹیاں لئے چلتے تھے اور عورتوں کے ہاتھوں میں آنسو گیس سے بچنے کے لئے بھیگے ہوئے رومال ہوتے تھے۔ ایسے ہی ایک احتجاجی جلوس نے گورنر ہاؤس پہنچ کر فلک شگاف نعرے لگائے جب جلوس کو پولیس نے آنسو گیس سے درہم برہم کیا اور اس میں شامل رضا کار لڑکوں کو بری طرح مارا پیٹا تو پھر بھی خواتین نے ہمت نہ ہاری بلکہ جلوس کا رخ سیکریٹریٹ کی طرف موڑ دیا۔ مسلم لیگ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ برابر پیدل چل رہی تھیں۔ سیکریٹریٹ کا دروازہ کھولنے کی کوشش میں عورتوں پر لاٹھیاں بھی پڑیں اور آنسو گیس بھی پھینکی گئی مگر اس پر بھی عورتوں کی ہمت نہ ٹوٹی تو پولیس نے گیٹ پر کھڑی بیس پچیس خواتین کو گرفتار کر لیا جن میں بیگم اقبال حسین ملک اور نورالصباح بیگم بھی شامل تھیں جو جلوس کی قیادت کر رہی تھیں مگر اتنی دیر میں چند لڑکیاں جن کے ہاتھ میں مسلم لیگ کے

پرچم تھے لوہے کا بھاری گیٹ پھلانگ کر اندر داخل ہوچکی تھیں۔ ان کے ساتھ رضا کار لڑکے بھی اندر کود گئے اور ایک لڑکی فاطمہ صغریٰ نے آگے بڑھ کر سیکریٹریٹ کی چھت سے یونین جیک اتار کر مسلم لیگ کا پرچم لہرادیا۔ یقیناً یہ انتہائی دلیرانہ اقدام تھا جو اسوقت کسی مرد سے بھی انجام پذیر نہ ہوا۔ جن خواتین کو گرفتار کیا گیا تھا انہیں ایک رات تھانے میں رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ گویا انگریز انتظامیہ کو بھی قیام پاکستان حقیقت کے روپ میں نظر آنے لگا تھا جس میں خواتین بھی اپنا فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے برابر مردوں کے شانہ بشانہ چل رہی تھیں۔ پھر ان خواتین کا استقلال بھی قابل ذکر ہے کہ جیل سے نکلنے کے بعد بھی اُنہوں نے ہمت نہ ہاری دوسرے دن پھر جلوس نکالا جس نے مردانہ جیل، زنانہ جیل، ٹاؤن ہال اور ایک وزیر کی کوٹھی پر مظاہرہ کیا اور پھر جلوس منتشر ہوگیا دوسرے دن اخبارات نے (جن میں ڈان، جنگ، انجام اور منشور شامل تھے) مسلم خواتین کی کارکردگی اور کارناموں کو جلی حروف میں شائع کیا۔[۱۸]

محترمہ شمیم جالندھری (جنرل سیکریٹری، خواتین مسلم لیگ کمیٹی، جالندھر) لکھتی ہیں کہ جالندھر میں بھی خواتین نے مسلم لیگ کی اس تحریک سول نافرمانی میں بھرپور حصہ لیا جس میں وہ خود بھی شامل تھیں اس سلسلے کے ایک احتجاجی جلوس کی تصویر کشی کرتے ہوئے وہ مزید لکھتی ہیں کہ جالندھر میں مسلم لیگی خواتین کے ایک جلوس میں وہ خود بھی شامل تھیں اور بے شمار رکاوٹوں کے باوجود جی ٹی روڈ پر واقع ایک انگریز ایس پی اور کمشنر کے دفتر کی چھت پر وہ

۱۸۔ نورالصباح بیگم، حوالہ سابق ص ص ۸۸۔۹۰

دیگر خواتین کی مدد سے چڑھ گئیں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے یونین جیک کی دھجیاں اُڑا دیں اور اس کی جگہ مسلم لیگ کا پرچم لہرا دیا۔ ایسا کرنے میں وہ خود بری طرح زخمی ہو گئیں مگر ان کے اس دلیرانہ کام کو دیکھ کر خواتین نے تکبیر کے فلک شگاف نعرے لگائے اور مسلم لیگ کا ایک مردانہ جلوس جو اس وقت جی ٹی روڈ سے گزر رہا تھا انگریز ایس پی اور کمشنر کے دفتر پر یونین جیک کی جگہ مسلم لیگ کا پرچم لہراتا دیکھ کر وہ بھی اس طرف پلٹ آیا اور خواتین کے ساتھ مل کر نعرے لگانے لگا اس پر انگریز پولیس افسران سخت بوکھلا گئے۔ گو کہ موقع پر موجود پریس فوٹو گرافروں نے اس واقعہ کی تصاویر اتاریں مگر مصنفہ کے بقول سرکاری قانون دانوں کے مشورے سے انگریز سرکار نے اس خبر کی اشاعت ہی رکوا دی۔ کیونکہ ان قانون دانوں کے مطابق یونین جیک کی جو بے حرمتی ہونی تھی وہ تو ہو چکی اب اس خبر کی تشہیر سلطنت برطانیہ کے لئے مزید بدنامی کا باعث ہوتی۔ چنانچہ یہ خبر چند چھوٹے اخبارات سے آگے نہ بڑھ سکی[19] یقیناً ایک مسلمان عورت کا یونین جیک کی دھجیاں بکھیرنا سلطنت برطانیہ کے وقار کے خلاف تھا۔ اس طرح خواتین نے پنجاب کی کانگریسی حکومت کے خلاف تحریک سول نافرمانی کو اس حد تک کامیاب بنایا کہ برطانوی حکومت کی حمایت حاصل ہونے کے باوجود پنجاب میں کانگریس حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے وزیر اعلیٰ خضر حیات کو ۲ مارچ ۱۹۴۷ء کو استعفیٰ دینا پڑا۔ اس طرح پنجاب میں کانگریسی حکومت کی چالوں کو مسلم لیگ نے ناکام بنا دیا اور پنجاب کے مسلمانوں نے پاکستان کے مطالبے کی بھرپور حمایت کر دی۔

۱۹۔ شمیم جالندھری، تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار، ص ص ۱۱۱۔۱۱۵

اسی طرح سرحد کے ریفرنڈم میں بھی مسلم خواتین نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ملت کی شیر دل بیٹیوں نے سرحد حکومت کی عمارت پر مسلم لیگ کا پرچم لہرا دیا تاریخ میں برقع پوش خواتین نے زبردست مظاہرہ کیا اور سیاسی جنگ کا پانسہ پاکستان کے حق میں پلٹ دیا[۴۰]۔ بلوچستان میں قاضی عیسیٰ کی پہلی بیوی پیاری بیگم نے اپنے شوہر کے ساتھ تحریک پاکستان میں کردار ادا کیا۔ انہوں نے ویمن مسلم لیگ کے کئی اجلاسوں کی صدارت کی اور بلوچستان میں خواتین کو مسلم لیگ کے نصب العین کے لئے متحرک کیا[۴۱]اس طرح ویمن مسلم لیگ نے پاکستان کے قیام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

ہندو مسلم فسادات اور مسلم خواتین

۱۹۴۷ میں جب ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک آزاد ریاست کی شکل ہر سو واضح نظر آنے لگی تو ہندو مسلم فسادات میں بھی تیزی آ گئی۔ ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنایا اور ان کی انتہا پسند تنظیمیں سرگرم ہو گئیں۔ ویمن مسلم لیگ کی اراکین فساد زدہ علاقوں میں (جہاں مرد بھی جاتے ہوئے ڈرتے تھے) بلا خوف چلی جاتیں اور امدادی کارروائیوں میں حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ ایسے ہی ایک فساد زدہ علاقے میں جب مسلم لیگی خواتین کا ایک وفد پہنچا تو سب سے پہلے ان کی مڈبھیڑ پولیس سے ہوئی

۴۰۔ کیف بناری، دل کی دھڑکن پاکستان، ص ۱۲۶

۴۱۔ اخباری تراشہ یکم اکتوبر ۱۹۴۳ Freedon Movement Archives File (News Papers clippings) جلد ۲۹۳ (اپریل ۱۹۴۱۔ اگست ۱۹۴۶) ص ۹، غیر مطبوعہ

مگر تلاشی کے بعد جب ان کے پاس سے کچھ نہ نکلا تو انہیں آگے جانے کی اجازت ملی۔ سینکڑوں جوان عورتیں اور مرد انہیں زخموں سے چور ملے۔ مسلمانوں کے گھر مسمار کردیئے گئے تھے اور ان کا سامان و اسباب جلا کر راکھ کردیا گیا۔ عورتوں کی عصمت دری کی گئی تھی اور جوان لڑکوں کو ان کے باپوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا۔ ان خواتین نے واپس آکر مسلم لیگ کے دفتر کو تمام حالات سے مطلع کیا اور زخمی عورتوں اور مردوں کو فوری طور پر دہلی لانے کی سفارش کی۔ اسی دوران الور اور بھرت پور میں بھی ہندو مسلم فسادات ہوگئے اور وہاں سے بھی مسلمان بھاگ کر دہلی آنے لگے۔

مسلم لیگی خواتین دن رات کیمپوں میں کام کرتیں۔ دواؤں اور رسد کا انتظام کرتیں۔ آٹا، دال اور چاول وغیرہ کی بوریاں لاکر رضا کاروں کو تقسیم کے لئے دی جاتیں۔ اس موقع پر بیگم رعنا لیاقت علی خان کی دی ہوئی فرسٹ ایڈ کی تربیت بھی بہت کام آئی اور جتنی لڑکیوں اور عورتوں نے فرسٹ ایڈ کی تربیت لی تھی انہیں بلوا کر زخمیوں کی ابتدائی طبی امداد پر معمور کیا گیا۔ اس کیمپ میں حاملہ عورتیں بھی تھیں ان کے لئے بھی مسلم لیگی خواتین ڈاکٹروں اور نرسوں کو لے کر آئیں۔ اس موقع پر عید بھی آگئی اور اس کے لئے بیگم حسین ملک نے چندہ جمع کیا اور دہلی کے مسلمان پارچہ بافوں سے سستا کپڑا مہیا کرنے کی اپیل کی گئی۔ اس طرح ان کی کوششوں سے سارے کیمپ کی خواتین کو عید کے موقع پر نئے کپڑے مہیا کئے گئے۔

تقسیم ہنداور مسلم خواتین

ان تمام سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کی سرکردہ خواتین اس بات کا بھی اہتمام کرتیں کہ نظریہ پاکستان نہ صرف یہ کہ ہندوستانی باشندوں پر واضح ہو بلکہ انگریز حکمرانوں پر بھی اس کی حقیقت کھل کر عیاں ہوجائے۔ چنانچہ ۱۹۴۷ میں جب لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا تقرر ہندوستان کے وائسرائے کی حیثیت سے ہوا تو بیگم رعنالیاقت علی خاں نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن اوران کی بیٹی پامیلاماؤنٹ بیٹن کواپنی کوٹھی پر کھانے کے لئے مدعوکیا۔اس موقع پرساٹھ یاسترایسی خواتین کوبھی مدعوکیا گیاجوانگریزخواتین سے انگریزی میں گفتگو کرسکیں اوران کے سامنے نظریہ پاکستان کی وضاحت کرسکیں۔ چنانچہ ان خواتین میں سے ہرایک نے لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے سامنے دوقومی نظریے کی وضاحت کی اورقیام پاکستان کی اہمیت کوکچھ اس طرح اجاگرکیا کہ بعدازاں لیڈی ماؤنٹ بیٹن نے اس امرکاانکشاف کیا کہ رعنالیاقت علی خاں کی کوٹھی پر کرائی گئی ملاقات ان کے دل پر نقش ہوگئی کیونکہ اس ملاقات میں ان خواتین کے سامنے وہ خود لاجواب ہوکررہ گئیں تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت مسلم خواتین کا علم شعوراورآگاہی کس سطح تک پہنچ چکا تھا۔ بلاشبہ ویمن مسلم لیگ نے اس میں بڑا اہم کرداراداکیا۔

۱۹۴۷ء میں قائداعظم محمد علی جناح کی اعلیٰ قیادت میں جب آل انڈیامسلم لیگ نے ۳ جون ۱۹۴۷ء کاتقسیم ہندکامنصوبہ منظورکرلیاتو ۴ جون

۱۹۴۷ء کو بیس ہزار خواتین کا جلوس بیگم اقبال حسین ملک کی قیادت میں قائداعظم کی کوٹھی ۱۰۔اورنگزیب روڈ پر انہیں مبارکباد پیش کرنے کے لئے پہنچا۔قائداعظم نے گھر کے لان میں ان خواتین کا خیر مقدم کیا۔محترمہ فاطمہ جناح آپ کے ہمراہ کھڑی تھیں قائداعظم مسکرا مسکرا کے نعروں کا جواب دیتے رہے۔اور خواتین کے گروپ ایک کے بعد ایک قائداعظم کی صرف ایک جھلک دیکھنے کے لئے باری باری ان کی کوٹھی میں داخل ہوتے رہے۔یہ ایک عجیب دلفریب منظر تھا جو اس بات کی عکاسی کر رہا تھا کہ تحریک پاکستان میں مسلم خواتین نے اپنی بساط کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اس موقع پر خوشی سے مسکرا رہے تھے۔

تقسیم ہند کے اعلان کے بعد مسلمانوں کی ایک بہت بڑی آبادی کی نقل مکانی پاکستان میں شامل مسلم اکثریتی علاقوں کی طرف شروع ہوگئی۔اور قیام پاکستان کے ساتھ ہی مہاجرین کی آبادکاری کا ایک بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا مگر اس موڑ پر بھی خواتین نے بھرپور کردار ادا کیا۔چنانچہ قیام پاکستان کے اعلان کے بعد ہی اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کام کرنا شروع کر دیا اور اس کا آغاز انہوں نے لاہور سے کیا جس کو قائد ملت نے اسی مقصد کے لئے مرکز بنایا ہوا تھا جہاں بڑی تعداد میں مہاجرین کے لئے کیمپ قائم کئے گئے تھے۔بیگم رعنا خود کیمپوں میں جاتیں، اسپتالوں کا معائنہ کرتیں اور ڈاکٹروں سے ملتی تھیں۔اور ان کی رہنمائی میں بہت ساری مسلم لیگی خواتین رات دن کام کرتی تھیں۔اسپتالوں

اور کیمپوں میں مہاجرین کو ہر طرح کی امداد فراہم کرتیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے ملازمت دلوانے، گمشدہ اشیاء کی واپسی مغویہ خواتین کی بازیابی اور بیوہ خواتین کی کفالت کے لئے دفاتر اور مراکز بھی قائم کئے۔

مسلم خواتین اور تعمیر پاکستان

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی تعمیر اور ترقی میں بھی مسلم خواتین نے اپنا کردار ادا کیا ان میں قائداعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح ایک اہم نام ہے۔

جب ۷ اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت کی باگ دوڑ سنبھالنے کے لئے ڈکوٹا جہاز سے کراچی کے ماری پور ہوائی اڈے پر اترے تو جہاز کی سیڑھی سے قائداعظم محمد علی جناح کے پیچھے اترنے والی شخصیت محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔ قائداعظم جب زیارت (بلوچستان) میں بیمار تھے تو اس وقت بھی ہندوستان کے مسلمانوں کے مسیحا کی تیمارداری کیلئے یہی فاطمہ جناح ان کے ساتھ تھیں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کراچی میں انتقال کے بعد پوری پاکستانی قوم مایوس اور گرفتہ دل تھی۔ اُس وقت بھی قوم کو ڈھارس دینے والی یہی شخصیت تھی۔ فاطمہ جناح قائداعظم کے انتقال کے بعد گورنر جنرل ہاؤس (موجودہ گورنر ہاؤس) سے قائداعظم کے ذاتی مکان فلیگ اسٹاف ہاؤس میں منتقل ہوگئیں تھیں جو ہوٹل - میٹروپول کے سامنے ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح قائداعظم کی وفات کے بعد ریڈیو پاکستان کراچی سے مستقل ۱۴ اگست کو پاکستان کے قیام کی سالگرہ کے موقع پر تقریر کرتیں۔ ۱۴ اگست کے علاوہ قائداعظم کے یوم پیدائش (۲۵ دسمبر) اور یوم وفات (۱۱ ستمبر) پر وہ اخبارات کو قوم کے نام پیغامات جاری کرتیں۔ انگریزی اخبار ڈان کراچی اور اردو اخبار جنگ کراچی اور انجام کراچی ان کے پیغامات کو اخبارات کے سرورق پر نمایاں طور پر شائع کرتے۔ فاطمہ جناح کی ریڈیو پاکستان سے تقاریر اور اخبارات میں شائع ہونے والے ان کے پیغامات پوری پاکستانی قوم کے لئے ڈھارس اُمید اور ہدایت و رہنمائی کا باعث ہوتے۔ پاکستان کے لوگ فاطمہ جناح کے ان پیغامات میں قائداعظم کے لب ولہجے کی جھلک پاتے۔ فاطمہ جناح کے پیغامات میں دیئے ہوئے خیالات قائداعظم سے ملتے جلتے ہوتے تھے۔ آپ پاکستانی سیاست کے حوالے سے پاکستان کے آئین کی تشکیل، جمہوریت کے قیام اور تعلیمی، اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے مسلسل اپنی تقاریر اور بیانات میں قوم کی ہدایت اور رہنمائی کرتی رہیں۔ فاطمہ جناح اپنے بھائی قائداعظم محمد علی جناح کی ہم شکل تھی۔ ان کے عادات و اطوار قائداعظم سے ملتے جلتے تھے۔ مزاجاً اپنے بھائی کی طرح تھیں۔ آپ نے پاکستان بالخصوص کراچی میں تعلیمی اور سماجی اداروں کی سرپرستی کی۔ فاطمہ جناح نے پاکستان کی عملی سیاست میں بھی حصہ لیا۔

ریڈیو پاکستان پر نشر ہونے والی فاطمہ جناح کی تقاریر اور اہم مواقع پر شائع ہونے والے اخبارات میں قوم کے نام ان کے پیغامات میں

پاکستان کے سیاسی خدوخال کے لئے ہدایات ہوتی تھیں۔ تحریک پاکستان کے تمام ہی سیاسی رہنما پاکستان کی تعمیر و ترقی میں ہدایات لینے کے لئے ان کے دولت کدہ پر حاضری دیتے تھے۔ فاطمہ جناح کی شکل میں وہ قائداعظم کو اپنے درمیان پاتے تھے۔ پاکستان کے تمام سربراہ مملکت فاطمہ جناح کی عزت و تکریم کرتے تھے۔

پاکستان کی تعمیر کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا تھا۔ محترمہ فاطمہ جناح کے علاوہ بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے اس سلسلے میں بڑی نمایاں خدمات انجام دیں۔ انہوں نے پاکستان ویمن نیشنل گارڈز قائم کی اور پاکستان کاٹیج انڈسٹری ایسوسی ایشن (Pakisatan Cottege Industry Association) کی بنیاد ڈالی جس کی بدولت پاکستان کی گھریلو مصنوعات کی صنعت قائم ہوئی اور گھریلو مصنوعات سے بیرونی ممالک کو روشناس کروایا گیا اور اس کی آمدنی سے کراچی میں رعنا لیاقت کرافٹس کالونی قائم کی گئی۔ ان کی قائم کردہ آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن (اپوا) نے بھی نئی قائم ہونے والی مملکت پاکستان میں خواتین کی ترقی اور بہبود کے لئے بہت کچھ کیا۔ اس تنظیم کی نمائندہ خواتین نے متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی اور غیر ممالک کی خواتین نے اپوا کی کانفرنس میں پہلی دفعہ ۱۹۵۲ میں لاہور میں شرکت کی۔ اپوا نے پاکستان کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں لڑکیوں کے اسکول، کالج، تعلیم بالغاں کے ادارے انڈسٹریل ہوم، مڈوائف سینٹر، خاندانی منصوبہ بندی اور سماجی بہبود کے متعدد ادارے قائم کیے۔

خاتمۂ سخن

نتیجتاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں تخلیق پاکستان کے لئے چلائی جانے والی تحریک میں مسلمان خواتین نے نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور سے ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان تک جتنے سیاسی واقعات برطانوی ہندوستان میں وقوع پذیر ہوتے رہے مسلم لیگی خواتین شب و روز ان کے مضمرات کی تشریح و توضیح ہندوستان کی مسلم خواتین کے سیاسی حلقوں میں کرتی رہیں آل انڈیا مسلم لیگ کے مقاصد اور قائداعظم کے خیالات اور بیانات کو لوگوں میں پھیلاتی رہیں۔

ہندوستان میں خواتین کا دائرہ عمل گھر تک محدود تھا۔ برطانوی دورِ حکومت کی سیاست اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مسلمانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد نے جہاں مسلمان مردوں کے یاس و جمود کو توڑا۔ وہاں مسلمان خواتین کی سرگرمیاں بھی دوسرے شعبوں تک بڑھیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں عام مسلمان خواتین سیاسی طور پر پہلی بار متحرک اور فعال ہوئیں۔ مسلمان خواتین کا سیاست میں عملی حصّہ اسلام کے اخلاقی ضابطوں کے عین مطابق تھا۔ مسلم لیگی خواتین رہنماؤں کا آپس میں بڑا باقاعدہ اور انتہائی مضبوط باہمی رابطہ اور تعاون دیکھنے میں نظر آتا ہے۔ یہ خواتین رہنما خط و کتابت کے ذریعے مسلم لیگ کی سرگرمیوں کی بابت ایک دوسرے سے آگاہ رہتیں اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتیں۔ مسلمان خواتین نے اعلیٰ تعلیم کے میدان میں اپنے قدم جمائے تحریک پاکستان میں خواتین بڑی پُر جوش اور سرگرم تھیں وہ اپنے کام میں مخلص

اور بے لوث تھیں۔ تحریک پاکستان میں مسلم خواتین کا غیر معمولی جوش وخروش اور دلیری اس وقت بام عروج پر پہنچ گئی جب ایک لڑکی نے پنجاب سیکریٹریٹ لاہور کی عمارت پر مسلم لیگ کا جھنڈا گاڑ کر مردوں پر سبقت حاصل کی۔

مسلم لیگی خواتین نہ صرف مسلم لیگ اور قائداعظم کے خیالات اور پالیسیوں سے متفق تھیں بلکہ اسلام اور پاکستان کی سچی عاشق بھی تھیں۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم نے ستمبر ۱۹۴۷ء میں بیگم سلمیٰ تصدق حسین کو اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا۔ یقیناً یہ قائداعظم کی طرف سے تحریک پاکستان میں خواتین کی گرانقدر خدمات کا اعتراف تھا۔ اس طرح پاکستان کی تشکیل میں ان کی کوشش اور محنت بھی مردوں کی جدوجہد کے ساتھ شامل ہے۔ پاکستان کے بنانے میں ہندوستان کی مسلمان خواتین نے جس محنت لگن اور سچے جذبے کے ساتھ مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا وہ پاکستان کی خواتین خصوصاً ان کی نئی نسل کو تعمیر پاکستان میں مردوں کے ساتھ حصہ لینے کا درس دیتا ہے۔ تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار پروقار مثالی شاندار اور لازوال تھا۔ ان کی تمام تر مساعی اور انتھک محنت پاکستان کی خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔ جو ان کو زندگی کے ہر شعبے میں عزم و حوصلے سے آگے بڑھنے اور ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے بے لوث کام کی ترغیب دیتی ہے۔

کتابیات

القرآن (مترجم) مولانا اشرف علی تھانوی

۱۔ احمد جمیل الدین Quaid-i-Azam as Seen by his Contemporaries (لاہور: پبلشرز یونائیٹڈ ۱۹۷۶)

۲۔ Speeches and Writings of Mr. Jinnah---------- جلد اول
(لاہور، شیخ محمد اشرف، ۱۹۶۸)

۳۔ بناری کیف، دل کی دھڑکن پاکستان، کراچی، مکتبہ کیف ۱۹۹۰

۴۔ بیگم نور الصباح تحریک پاکستان اور خواتین، کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز
(تاریخ ندارد)۔

۵۔ پیرزادہ، سید شریف الدین (مدیر) Foundations of Pakistan، جلد
دوئم۔ All India Muslim League Documents 1924-47 ،
(کراچی نیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۰)۔

۶۔ جالندھری، شمیم، تحریک پاکستان میں خواتین کا کردار، (لاہور، ادارہ مصنفات،
۱۹۸۱)۔

۷۔ جین، نریش کمار، (مدیر) Muslims in India: Bibliographical
Dictionery جلد دوئم (دہلی: منوہر ۱۹۸۳)۔

۸۔ خان صدیق علی خان، بے تیغ سپاہی (کراچی: الائنز بک کارپوریشن ۱۹۷۱ء)

۹۔ زمان ایس ایم (مدیر) Quaid-i-Azam And Education اسلام آباد:
این آئی ایچ سی آر، پبلی کیشنز، (تاریخ ندارد)۔

۱۰۔ شاہنواز جہاں آراء Father and Daughter : A political
Autobiography (لاہور، نگارشات، ۱۹۷۱)۔

۱۱۔ فتح پوری فرمان، اقبال سب کے لئے، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۸۔

۱۲۔ Quaid-i-Azam and Muslim Women (کراچی: نیشنل بک
فاؤنڈیشن ۱۹۷۶)۔

۱۳۔ قریشی، عبدالواحد ایک تاریخی فیصلہ (کراچی: نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۷۶)۔

۱۴۔ یوسفی، خورشید احمد خان Speeches, Statements and Messages of
the Quaid-e-Azam جلد دوئم ۱۹۳۸۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۱ (لاہور: بزم اقبال
۱۹۹۶)۔

۱۵۔ یوسفی، خورشید احمد خان Speeches, Statements and Messages of the Quaid-e-Azam جلد سوم ۱۳ اپریل ۱۹۴۱۔۱۹۴۵ (لاہور: بزم اقبال، ۱۹۹۶)۔

مضمون

۱۶۔ کاظمی شہلا "Pakistan Resolution: our Beginning" The News (Daily) ، کراچی: ۲۳ مارچ ۲۰۰۵۔

۱۷۔ غیر مطبوعہ

Newspapers Clipping ۱ اپریل ۱۹۴۱۔ اگست ۱۹۴۶ جلد ۲۹۲
Freedom Movement Arcives.

مصنفہ کے بارے میں

ڈاکٹر شہلا کاظمی کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۷۰ء میں انہوں نے کراچی سے میٹرک کا امتحان گڈ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کراچی نے انہیں دو سال کے لئے میرٹ اسکالر شپ دی۔ ۱۹۷۵ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی۔اے۔ آنرز سیاسیات میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۷۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے سیاسیات میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن گولڈ میڈل کے ساتھ حاصل کی۔ ۲۰۰۵ء میں کراچی یونیورسٹی سے سیاسیات میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کا پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ قائداعظم پر ہے جس کا عنوان ہے M.A.Jinnah: Leadership Pattern۔ انہوں نے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن (نیپا) کراچی میں ۱۹۷۹ سے ۱۹۸۲ تک ریسرچ آفیسر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اکتوبر ۱۹۸۲ میں قائداعظم اکادمی کراچی میں بحیثیت ریسرچ فیلو شمولیت اختیار کی۔ آج کل قائداعظم اکادمی میں سینئر ریسرچ فیلو اور قائم مقام ڈائریکٹر ہیں۔ قائداعظم اکادمی سے شائع ہونے والی بیشتر تحقیقی کتابوں پر یہ کام کر چکی ہیں۔ ۱۹۶۹ء سے اخبارات میں مضامین لکھ رہی ہیں۔ پاکستان کے تمام بڑے اور مشہور اردو اور انگریزی اخبارات میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ریسرچ جرنلز میں ان کے مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ یہ ستمبر ۱۹۹۰ سے ۱۹۹۱ء تک اردو ماہنامہ فکر نو کی اعزازی مدیر رہ چکی ہیں۔ ان کی تین کتابیں (۱) نظمیات عامہ (۲) تقابلی سیاست (۳) اور Pakistan: A Reflection of Thoughts شائع ہو چکی ہیں۔ نظمیات عامہ کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب پاکستان کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل کر دی گئی ہے۔

قائداعظم اکادمی

۲۰۰۷